مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب قادیان تشریف لے آئے ہیں۔

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب جو رمضان میں قرآن کریم کا درس دے رہے ہیں۔ وہ انشاءاللہ رمضان میں سارے قرآن کریم کا ختم ہو جائے گا۔ اور آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح سے دعا کرنے کی درخواست کی جائیگی۔

۷ مارچ ۱۹۲۹ء کی شام کو لالہ دیوان چند صاحب سابق تحصیلدار بٹالہ کو ان کی تبدیلی کے موقعہ پر قادیان میں دعوت دی گئی۔ نئے تحصیلدار سردار حکم سنگھ صاحب اور نائب تحصیلدار چودھری اکمل الدین صاحب بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد ایڈریس پیش کیا گیا لالہ صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ جماعت احمدیہ جو شریفانہ سلوک اور تعاون ان سے کرتی رہی ہے۔ وہ کبھی نہ بھولیں گے۔

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر

۲ جون کے جلسوں کے متعلق جد و جہد

متواتر اعلانات اور خط و کتابت کے ذریعہ صوبجات و اضلاع کی مرکزی انجمنوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ۲ جون کے جلسوں کے انعقاد کے متعلق پوری ہمت اور متواتر کوشش کی ضرورت ہے لیکن افسوس ہے۔ تاحال احباب نے اس طرف کامل توجہ نہیں فرمائی۔ اس وقت تک تمام ہندوستان سے صرف ۱۳۰ جلسوں کے انعقاد کی اطلاع بتفصیل ذیل آئی ہے۔ جو احباب کی آگاہی کے لئے شائع کی جاتی ہے

حیدرآباد و بمبئی (۲/۵) بنگال (۲/۵) بہار (۱/۵) اڑیسہ (۲/۵) یوپی (۲/۵) سرحد (۲/۴) جالندھر (۳/۴) دہلی (۱/۱) ڈیرہ غازیخان (۳/۴) راولپنڈی (۱/۴) سرگودھا (۱/۴) سیالکوٹ (۳/۱) شیخوپورہ (۱/۴) شملہ (۱/۵) کیمل پور (۱/۲) گوجرانوالہ (۲/۴) گوجرات (۱/۴) گورداسپور (۳/۵) لاہور (۲/۴) لائلپور (۱/۴) لدھیانہ (۳/۲) منٹگمری (۳/۴) میانوالی (۱/۱) کل میزان ۱۳۰

جن مرکزی انجمنوں کا نام اس فہرست میں نہیں ہے۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع ابھی تک نہیں آئی۔ ہر ایک مرکزی انجمن کو چاہیئے۔ جو تعداد اس کے ذمہ ڈالی گئی ہے۔ اسے پورا کرنے کے لئے خاص جوش اور ہمت سے کام کرے۔

خاکسار

فتح محمد سیال سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

سماٹرا میں تبلیغ احمدیت

مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل اپنے ۱۵ - فروری کے خط میں لکھتے ہیں:۔

گذشتہ ڈیڑھ ماہ میں قریباً ۱۵ دفعہ مجمع عام میں لیکچر دئے گئے ہیں۔ اور قریباً ہر جگہ بحث بھی ہوتی رہی۔ اب ایک بہت بڑے عالم سے بحث ہوگی۔ جس میں سلطنت کی طرف سے ایک پریذیڈنٹ مقرر ہوگا۔ جو عربی زبان جانتا ہو۔ اس شخص کا نام خطیب علی ہے اب علماء نے متفقہ طور پر مخالفت کرنی شروع کر دی ہے۔ جب کہیں تقریر ہوتی ہے۔ تو آوازیں نکالتے اور تالیاں بجاتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ جس سے مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ لیکچر نہ ہو۔ دو دن ڈوکو میں جا کر خوب تبلیغ کی۔ رمضان کے بعد جو بحث شروع ہونے والی ہے۔ احباب اس میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔ مخالفت اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تین تین ہزار کا مجمع میرے مکان کے سامنے آ کر گالیاں دیتا ہے۔ کیونکہ علماء نے سمجھ لیا ہے۔ کہ اب اگر خاموش رہے۔ تو یہ جماعت روز بروز ترقی کرتی جائیگی۔

اخبار احمدیہ

تبلیغی دورہ

۱۵ - جنوری سے ۲۰ - فروری تک میں نے ضلع جالندھر کی تیس جماعتوں کا دورہ کیا۔ خدا کے فضل سے قریباً سب جگہ کامیاب جلسے ہوئے۔ اور بعض مقامات پر مباحثات بھی ہوئے۔ کچھ افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی۔ علی محمد اجمیری۔ مولوی فاضل

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کی زندگی سے بیگروشی

ڈاکٹر محبوب عالم صاحب امرتسری ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم امرتسری کے بڑے صاحبزادے ہیں جے پور میں آپ اسسٹنٹ سرجن تھے۔ ... سے سبکدوش ہو کر پنشن لے لی ہے۔ اس موقعہ پر پبلک جے پور نے ۲۴ - فروری کو ان کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس جلسہ کی صدارت پنڈت بخشی نرائن صاحب فوجدار شہر جے پور نے کی۔ حاضرین کی تعداد قریباً چار سو تھی۔ ڈاکٹر صاحب جو سلسلہ احمدیہ کے ہیں ... کے علاوہ پبلک کے بھی خواہ اور ہمدرد ... ماسٹر شوکت علی صاحب ایم۔ اے نے ... ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف کیا۔ خادم عبد الغفور۔

تمام انجمنہائے ایڈریس درکار ہیں

احمدیہ ضلع ملتان کے سکرٹری صاحبان اور جہاں کوئی احمدی دوست فرداً رہتا ہو ان کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ جلد اپنے پتوں سے خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ شیخ فضل الرحمن اختر۔ سکرٹری دعوت و تبلیغ ملتان چھاؤنی۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار بزرگان دین کی دعاؤں کا خاص طور پر محتاج ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ... ایف۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی میں کامیابی بخشے۔ خاکسار محمود علیگڑھ ۲۔ امسال ... میرے بچے محمد عبد اللہ نے امتحان انٹرنس میں شامل ہونا ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے احباب دعا کریں۔ شاہ محمد سب انسپکٹر پنشنر از پٹیالہ

۳۔ میرا امتحان ہونے والا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار شہاب الدین دیپال پور۔ ۴۔ گھوڑے سے گرنے سے میری دائیں کلائی کی ہڈی شکستہ ہوگئی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد عبد العزیز انسپکٹر بیت المال لائل پور۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب بچہ کی درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے دعا کریں۔ حمزہ محمود کریم بیگ احمدی از کوئٹہ بلوچستان۔

دعائے مغفرت

میری چچی صاحبہ جو میرے شوہر کی والدہ تھیں۔ ۴ - جنوری ۱۹۲۹ء کو فوت ہوگئی ہیں۔ نہایت پارسا و صوم و صلوٰۃ کی پابند و تہجد گذار تھیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار نواب بیگم اہلیہ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب احمدی

۲۔ شیخ عمر الدین صاحب ریٹائرڈ پولیس سب انسپکٹر ہوشیار پور کے فرزند بشارت الرحمن ۷ - جنوری کو بوجہ بیماری جگر سخت اپریشن پر ہی فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ جماعت احمدیہ نیروبی مرحوم کے خویش و اقارب سے اس صدمہ میں ہمدردی کرتی ہوئی دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عبد الحکیم جان۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ جماعت نیروبی۔

مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کے نمائندوں کیلئے اعلان

مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے ہر ایک جماعت کے نمائندے لازمی طور پر آنے چاہئیں۔ نمائندگان کا انتخاب ان اصول و ہدایتوں پر کیا جائے۔ جو قبل ازیں زیر عنوان "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات" الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔

نمائندگان کے نہ آنے سے مشوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور مجلس مشاورت کی غرض فوت ہو جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب کے باہر کی جماعتیں یعنی جماعت ہائے بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ آسام۔ یو۔ پی۔ ممالک متوسط۔ اضلاع متحدہ۔ راجپوتانہ۔ سندھ۔ بمبئی۔ حیدرآباد دکن۔ میسور۔ مدراس۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد خاص طور پر توجہ کریں۔ والسلام

یوسف علی سکرٹری مجلس مشاورت قادیان

اعلان

مجلس مشاورت کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ جماعتوں نے اپنی کارگذاری کی رپورٹیں ہنوز نہیں بھیجی ہیں۔ اب تک یعنی شروع ماہ مارچ تک میرے پاس بہت ہی کم رپورٹیں پہنچی ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ جماعتوں کے سکرٹری صاحبان و امراء صاحبان بہت جلد توجہ فرما کر رپورٹیں بھیجیں گے۔ تاکہ شائع ہوں۔ اور دنیا کو معلوم ہو۔ کہ احمدی جماعتیں کس طرح کام کرتی ہیں۔

ذوالفقار علی خان ناظر اعلیٰ قادیان

تمام دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک

ایک احمدی مبلغ کی مساعی جمیلہ
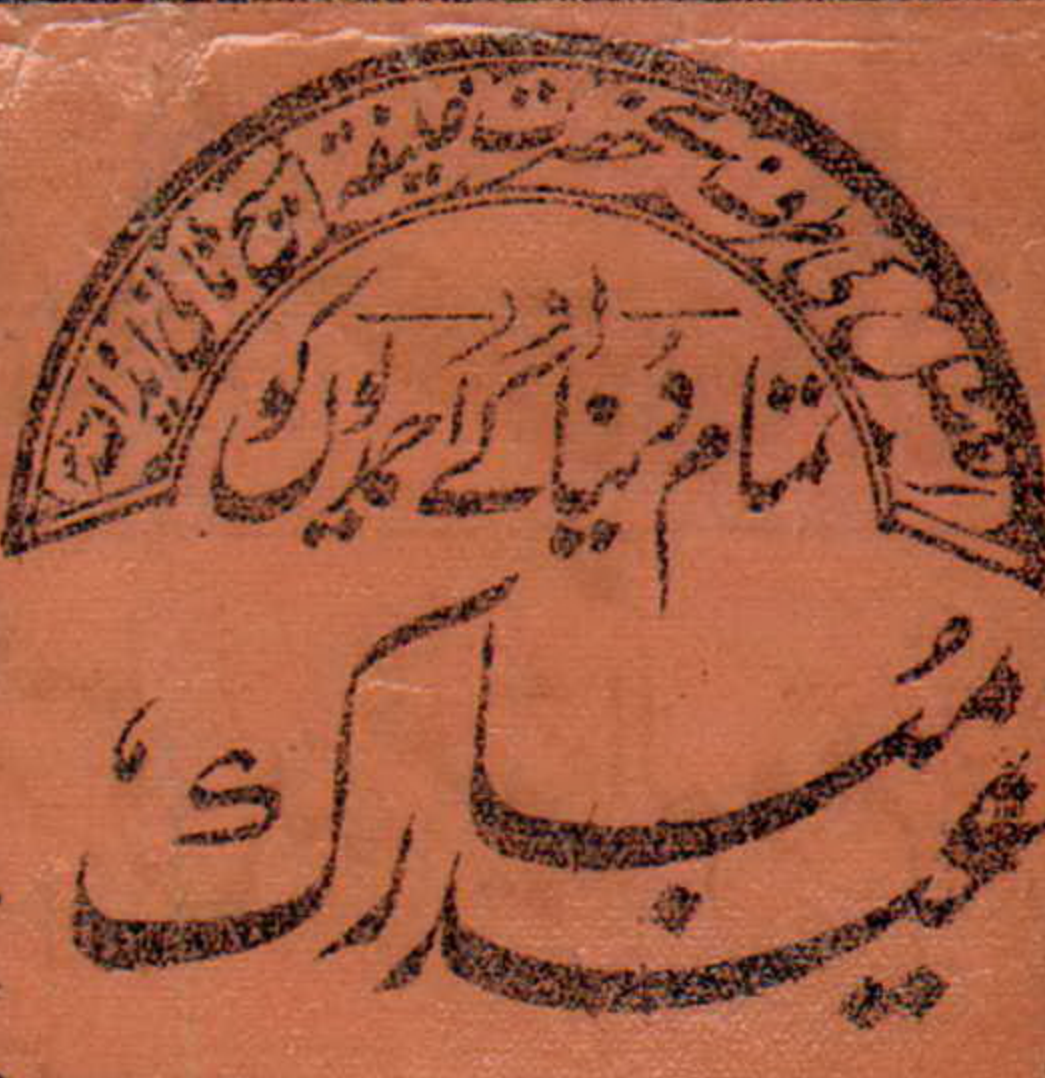
ہمارے سلسلہ کے ایک مبلغ افلا عدیب لکھتے ہیں۔ اپنے حلقہ میں دورہ کرتے ہوئے میں ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں اگرچہ احمدیوں کی تعداد کافی ہے۔ لیکن بوجہ نئے احمدی ہونے کے احمدیت سے ان کی واقفیت بہت کم تھی۔ میں نے چند ہی روز میں مقامی زبان رات دن محنت کر کے تھوڑی بہت سیکھ لی۔ اور آہستہ آہستہ صوفیانہ انداز میں قرآن کریم کی تفسیر کر کے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مسائل روزہ پر بھی اسی رنگ میں تقریر کی جس کا بہت بڑا اچھا اثر ہوا حتیٰ کہ کچھ غیر احمدی بھی نماز جمعہ میں شرکت کے لئے آگئے۔ چند ہی روز میں اکثر لوگ معتقد ہوگئے۔ اور اس طرح میں نے ان میں تبدیلی شروع کی۔ اور احمدیت کی حقیقت سے انہیں آشنا کیا۔ ...

ضروری اطلاع

بوجہ تقریب عید سعید چونکہ ۱۵ - مارچ ۱۹۲۹ء کا پرچہ شائع نہ ہوگا۔ اس لئے یہ پرچہ ۱۲ صفحہ کا شائع کیا جا رہا ہے۔ احباب کرام اگلے پرچہ کا انتظار نہ کریں۔

20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۲ | قادیان دارالامان - ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ہندو عورتوں کو مسلمان مردوں کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دیجائے

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو ایک ہندو اخبار نے جس کا نام "باتصویر اخبار" ہے۔ اور جو دہلی سے نکلتا ہے۔ اپنے ۶ جنوری کے پرچہ میں سوشل کانفرنس کلکتہ کے اجلاس کی روئداد درج کرتے ہوئے بطور ہیڈنگ لکھے ہیں :۔

سوشل کانفرنس اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو عورتوں کی طرف سے کلکتہ میں منعقد ہوئی تھی۔ جس میں ہندو خواتین نے نہایت آزادانہ طور پر اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ انہی مطالبات میں سے ایک یہ بھی تھا جسے ریزولیوشن کی شکل میں مسز کملا دیوی چٹوپادھیا نے بالفاظ ذیل پیش کیا :۔

"قومی اتحاد کے بڑھانے کے مقصد سے یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے۔ کہ مختلف ذاتوں اور مختلف قوموں کے درمیان کھان پان کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اور نیز اس ملک کی مختلف نسل قوموں کے باہم شادی کی اجازت دی جائے"۔

اگرچہ ان الفاظ میں "مسلمان مردوں" کا خصوصیت سے کوئی ذکر نہیں۔ تاہم ہندو اخبارات نے یہی سمجھا ہے۔ کہ یہ اجازت مسلمان مردوں سے شادی کرنے کے متعلق ہی ہے۔ چنانچہ "باتصویر اخبار" نے اس عنوان کے علاوہ جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ دوسری جگہ بھی لکھا ہے :۔

"یہ تجویز کہ ہندو عورتوں کی مسلمان مردوں کے ساتھ شادی ہونی چاہیئے۔ ایک ہندو عورت نے پیش کی ہے"۔

ممکن ہے۔ یہ نتیجہ اخذ کرنے کے کچھ اور بھی وجوہات ہوں لیکن ہمارے نزدیک اس کا باعث وہ تجربہ ہے۔ جو اس بارے میں ہو چکا ہے۔ اور دنیا جانتی ہے۔ ہندو عورتیں مسلمان خاندانوں کے ہاں کیسی عزت و تکریم کیسی شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہی ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ انہیں اپنے آبائی مذہب پر آزادی سے عمل کرنے کی اجازت تھی۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قوت اور شوکت سلطنت اور حکومت رکھنے والے مسلمان بھی عورت کی سی کمزور اور ضعیف الخلقت صنف کو اپنا مذہب تبدیل کرنے یا اپنے عقائد بدلنے کے لئے مجبور نہ کرتے تھے (بحالیکہ ان کا خاوند بیوی ایسا مضبوط اور کشش رکھنے والا تعلق ہوتا تھا) بلکہ اس بارے میں پوری پوری آزادی دیتے تھے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ ہندو خواتین مسلمان مردوں سے شادی کر کے اپنے مذہب کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتیں۔ بلکہ اس حالت میں بھی اپنے مذہب کی پوری پوری پابند رہ سکتی ہیں۔ چنانچہ سوشل کانفرنس میں بھی مسز کملا دیوی نے جب مسلمان مردوں سے ہندو عورتوں کو شادی کرنے کی اجازت دئے جانے کا ریزولیوشن پیش کیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا۔ ہندو عورتیں مسلمان مردوں سے شادی کرنے کے بعد "مسلمان نہیں بلکہ ہندو کی ہندو ہی رہیں"۔

پس جبکہ یہ صورت ہندو دھرم کے نزدیک جائز ہے۔ اور ایک عرصہ تک عمل میں آبھی چکی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ وہ لوگ جو بین الاقوام اتحاد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں۔ ٹھنڈے دل سے اس پر غور نہ کریں۔ اور ایسی اجازت نہ دیں۔

بے شک مسلمانوں کے لئے یہ مشکل ہے۔ کیونکہ اسلام ایک مسلمان عورت کی شادی کسی غیر مسلم مرد سے جائز نہیں رکھتا اور اس کی خلاف ورزی کرنے والی عورت مسلمان نہیں کہلا سکتی۔ لیکن ہندوؤں کے لئے ان کے مذہب کی طرف سے کوئی روکاوٹ نہیں ہے۔ تاہم معلوم ہوتا ہے۔ ہندو مردوں کا ایک طبقہ ابھی اس قسم کی اجازت دینے کے حق میں نہیں۔ چنانچہ اسی کانفرنس میں جہاں مسٹر پی کے سنڈل نے اس ریزولیوشن کی تائید کی۔ وہاں گورو کل کے مہاشہ رام دیو جی نے اس فقرہ کو جس میں مختلف قوموں کے درمیان شادی کا ذکر ہے۔ نکال ڈالنے کی تحریک کی۔ اور بڑے بڑے خیالی خطرات پیش کر کے خواتین کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ ہندو عورتیں پختہ ارادہ اور عزم کو لے کر کھڑی ہوئی ہیں۔ جس کا پتہ مسز چٹوپادھیا کی آخری تقریر سے لگتا ہے۔ جو اس نے جواب میں کی۔ اور جس کے بعد آرا طلب کرنے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مہاشہ رام دیو کی تحریک ۱۳ راؤں سے بخلاف ۴۳ آراء کے رد ہو گئی۔ اور اصل ریزولیوشن کثرت رائے سے پاس ہو گیا۔ مسز چٹوپادھیا نے کہا :۔

"تمدن کا باہم دگر کوئی تصادم نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو تو بھی میں کہوں گی۔ کہ ہمیں ہمارے جائز حقوق ملنے چاہئیں۔ خواہ انجام کچھ ہو"۔

ایسی خواتین کی ہمت اور حوصلہ کی بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے یہ ضرور کچھ کر کے دکھائیں گی تاہم مسلمانوں سے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں وہ ایسی خواتین کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر ممکن شریفانہ طریق اختیار کریں۔ ان کے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ان کے مددگار ہوں۔ اور پھر جب تعلقات قائم ہو جائیں تو حسن سلوک اور اسلامی معاشرت کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ یہ تحریک روز بروز ترقی کرے اور ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور بین الاقوام اتحاد کا ذریعہ ثابت ہو۔

گاندھی جی کی گرفتاری

۴ مارچ کلکتہ کے شردھانند پارک میں ایک بہت بڑے مجمع نے باوجود پولیس کمشنر کے امتناعی حکم کے غیر ملکی کپڑوں کو آگ لگائی جب پولیس لاٹھیوں اور پانی کے ذریعہ آگ بجھانے کے لئے مجمع میں داخل ہوئی۔ تو گاندھی جی نے کہا۔ یہ مجمع میرے اکیلے کے چارج میں ہے۔ اور میں اس کا ذمہ وار ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پرجوش تقریر کی۔ آخر رات کے ساڑھے گیارہ بجے گاندھی جی اور بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی کے سیکرٹری زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۵۳ تعزیرات ہند بایں الزام گرفتار کر لئے گئے۔ کہ انہوں نے فساد کھڑا کرایا۔ اور سرکاری افسران کی ڈیوٹی میں خلل انداز ہوئے۔ اور ان پر حملہ آور ہوئے ہیں :۔

پولیس نے کپڑے جلانے میں کیوں مداخلت کی۔ اس لئے نہیں کہ غیر ملکی کپڑوں کا جلانا اس کے نزدیک جرم ہے۔ بلکہ اس لئے کہ کلکتہ پولیس ایکٹ کی دفعہ ۶۶ کے روسے کلکتہ کے کسی شارع عام یا بازار کے نزدیک یا اس میں آگ جلانا یا گھاس پھونس یا کوئی اور چیز جلانا ممنوع ہے۔ مگر گاندھی جی نے دیدہ دانستہ اس قانون کی خلاف ورزی ضروری سمجھی۔ شائد انہیں خیال ہو۔ جب وائسرائے ہند کے ساتھ میز پر بیٹھ کر انہیں چائے پینے اور گفتگو کرنے کا حال ہی میں فخر حاصل ہوا ہے۔ اور ہندوان کے متعلق یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مہاتما گاندھی اس وقت ہندوستان کے جمہوری بادشاہ ہیں"۔ تو پھر کمشنر پولیس کی کیا مجال ہے کہ ان سے کسی قانون کی پابندی کرائے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس قانون کی خلاف ورزی پر کمر باندھی ہو گی۔ جس پر کمشنر پولیس کو اپنے اختیارات سے کام لینا پڑا۔ اور اس نے گاندھی جی کو گرفتار کر کے حوالات میں داخل کر دیا۔ اس سے گاندھی جی پر واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ ابھی تک ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی حکومت ہے۔ اب یہ گورنمنٹ کا کام ہے۔ کہ اپنے قانون کا احترام ملحوظ رکھے۔ یا گاندھی جی کی خاطرداری کو ترجیح دے :۔

گوشت کے متعلق ہندوؤں کی پابندیاں

کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے بریڈلا ہال لاہور میں ہندو مسلم اتحاد پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ مختلف مذاہب کے لوگوں میں اتحاد کا صرف یہی طریق ہے۔ کہ کسی کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دیا جائے ہر مذہب والوں کو اپنے مذہب کے حکموں اور اجازتوں پر عمل کرنے کی آزادی ہو۔ اس کی بجائے یہ کہنا کہ مسلمان فلاں بات ترک کر دیں اور ہندو فلاں۔ تب صلح ہو سکتی ہے۔ قابل عمل صورت نہیں۔ مثلاً آج ہندو کہتے ہیں مسلمان گائے کا گوشت استعمال کرنا چھوڑ دیں تو اتحاد ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو کل وہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ مسلمان بکرے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں تب ہم متحد رہ سکتے ہیں۔

اگرچہ ہندوؤں کی ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کے مطالبہ کا خیال کوئی ناممکن چیز نہ تھی۔ تاہم قوت متخیلہ کا اندازہ یہ تھا۔ کہ ایسا وقت مستقبل بعید میں آئے تو آئے۔ زمانہ قریب میں ممکن نہیں لیکن ہمارے برادران ہنود اپنے عجیب و غریب مطالبات میں اس سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں۔ کہ ابھی سے بکرے کے گوشت پر پابندیاں عائد کرانے کی بھی کوشش کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ امرتسر کی خبر ہے۔ کہ مسٹر دیوان چند بھنڈاری بار ایٹ لا میونسپل کمشنر نے کمیٹی میں حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا ہے:۔

"یہ کمیٹی منظور کرتی ہے۔ کہ امرتسر چونکہ سکھوں اور ہندوؤں کا مذہبی شہر ہے۔ اس لئے کٹر ہندوؤں کے مذہبی جذبات و احساسات کے لئے شہر کی چار دیواری کے باہر اور وہ بھی سول لائن میں فقط دو تین مقامات پر ہی گوشت کی فروخت ہو۔ گوشت کی تعریف میں مچھلی اور پرندے بھی شمار کئے جائیں" (رتیج ۲۰ - فروری)

کمیٹی یہ ریزولیوشن منظور کرے یا نہ کرے۔ اس سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہندو گائے کے گوشت کے علاوہ دوسرے جانوروں کے گوشت پر بھی پابندیاں عائد کرانا چاہتے ہیں۔ اور اسے اپنا مذہبی حق سمجھتے ہیں ✦

تحریک خلافت اور ترک

عاقبت نااندیش اور خود غرض راہنماؤں کے طفیل تحریک خلافت سے مسلمانان ہندوستان کو جو نقصانات برداشت کرنے پڑے ان کی تلافی شائد صدیوں تک نہ ہو سکے گی۔ قید و بند کے مصائب جھیلنے۔ سرکاری ملازمتوں اور درسگاہوں کو چھوڑ کر بے کار و بے روزگار پھرنے کے علاوہ اپنی بیش بہا جائدادیں کوڑیوں کے مول ہندو ساہوکاروں کے حوالہ کر کے سخت مصائب اور پریشانیوں سے دوچار ہونے کی یاد ایسی نہیں۔ جو آسانی سے فراموش کی جا سکے۔ اس کے علاوہ غریب اور مفلس مسلمانوں کا قریباً ساٹھ لاکھ روپیہ اس تحریک کی نذر ہو گیا۔ جس کا کثیر حصہ بقول مولانا شوکت علی گاندھی جی کے دورۂ ہند اور پنڈت نہرو کے اخبار انڈی پنڈنٹ اور دیگر اخبارات کی امداد پر خرچ ہوا ✦

اگر یہ سب کچھ برداشت کرنے سے ترکوں کو فائدہ پہونچ جاتا تو بھی ایک بات تھی۔ لیکن یہ بھی نہ ہوا۔ ڈاکٹر سدھیندر ناتھ بوس اخبار فارورڈ میں لکھتے ہیں۔ سیاحت ٹرکی کے دوران میں ترکی کی مشہور و معروف اور سیاسی و ادبی شہرت رکھنے والی عورت خالدہ ادیب خانم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے میرے اس سوال پر کہ "کیا تحریک خلافت سے ترکی کو کچھ امداد پہونچی۔ اور کیا ترکی کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کی بے شمار قربانیوں کو تمہارے ہم وطن اصحاب نے بنظر تحسین دیکھا" خالدہ خانم نے کہا:۔

"ہمیں تحریک خلافت سے بہت کم امداد پہونچی۔ میرے ہم وطن جنگجو ہیں۔ اور انہیں ہندوستان جیسے ملک سے امداد کی ضرورت نہیں" (بحوالہ تیج ۴ مارچ)

یہ الفاظ ان لوگوں کے لئے تازیانہ عبرت ہونے چاہئیں۔

جو ہمیشہ غیر ممالک کے مسلمانوں کے نام پر ہندوستان کے فاقہ زدہ مسلمانوں کو لوٹتے رہتے ہیں ✦

تعجب ہے۔ آج جبکہ دنیا میں ان کی مزعومہ خلافت کا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ ہندوستان میں خلافت کمیٹیاں قائم اور مسلمانوں کو لوٹنے میں برابر مصروف و مشغول ہیں ✦

حکومت اٹلی کا ایک جدید قانون

اسلام نے دُنیا کے سامنے جو تعلیم پیش کی ہے۔ وہ اس قدر مطابق فطرت۔ قابل قبول اور نسل انسانی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس سے انحراف یقیناً مشکلات و تکالیف کا باعث ہوتا ہے۔

اسلام نے انسانی نسل کی ہلاکت یا قتل اولاد کو ایک سنگین جرم قرار دیتے ہوئے اپنے متبعین کو اس سے سختی کے ساتھ روکا ہے۔ اور رسول کریمؐ نے شادی کرنا اپنی سنت قرار دیکر تمام مسلمانوں کو شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔ حتے کہ شادی نہ کرنے والے سے اپنی بے تعلقی کا اعلان فرمایا ہے۔ مگر یورپ شوقِ عیاشی میں اس قدر بڑھ رہا ہے۔ کہ تجرد اور برتھ کنٹرول کے ذریعہ تمام براعظم میں پیدائش اولاد کو روکا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے نقصانات ابھی سے محسوس ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور اس کے خلاف جد و جہد کی جا رہی ہے۔ چنانچہ لنڈن کے اخبار "دی ٹائمز" نے ۱۹ جنوری ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں ایک خبر شائع کی ہے۔ جس کا ملخص یہ ہے:۔

"اٹلی کی حکومت بڑے خاندانوں اور کثیر العیال افراد کی حوصلہ افزائی کر کے نسل انسانی کی افزائش کے لئے مزید سہولتیں بہم پہونچا رہی ہے۔ چنانچہ حکومت نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام سرکاری صوبجاتی۔ پبلک اور اشتراکی انسٹی ٹیوشنز میں ملازمت کے لئے شادی شدہ امیدواروں کو ترجیح دی جایا کرے۔ خصوصاً ان شادی شدہ امیدواروں کو جو بچے بھی رکھتے ہوں۔ حتے کہ زمینداروں اور مالکان معدنیات کو بھی ملازم رکھتے وقت اس قانون کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے"

حکومت اٹلی کا یہ قانون اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ یورپ اپنی تمام سائنس اور عقل و خرد کے باوجود معاشرتی امن و آسائش کے حصول کے لئے آہستہ آہستہ اسلام کے دروازہ پر آ رہا ہے ✦

ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم

ہندوستان دنیا کے تمام متمدن ممالک سے بلحاظ تعلیم بہت پیچھے ہے لیکن باوجود اس کے یہاں تعلیم اس قدر مہنگی ہے۔ کہ کافی دولت و ثروت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ ایک اور مصیبت یہ ہے۔ کہ کسی فن یا لائن کی انتہائی تعلیم کا ہندوستان میں کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے عموماً غریب اور متوسط والدین کے بچے اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور جو لوگ مغربی ممالک میں اپنے بچوں کو بھیج سکتے ہیں۔ ان کے لئے بچوں کی تربیت کا سوال نہایت دقت طلب اور پریشان کن ہوتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے۔ جو طالب علم مغربی ممالک میں گئے وُہ بُری صحبت کا شکار اور مغربی آزادی سے متاثر ہو کر بہت بُری طرح تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اپنے ملک یا قوم کے لئے کسی فائدہ اور نفع کا موجب ہونے کی بجائے والدین اور رشتہ داروں کے لئے سخت تکلیف اور بے چینی کا باعث بنے ✦

سرکاری طور پر اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اسوقت قریباً چار ہزار ہندوستانی طالب علم صرف انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کا سالانہ خرچ دو کروڑ روپیہ ہے۔ جو ہر سال ہندوستان سے انگلستان جاتا ہے ✦

ہم حیران ہیں۔ کیوں ہندوستان میں ہی اعلےٰ تعلیمات کا انتظام کرنے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ دو کروڑ روپیہ جو ہندوستانی طلباء مقیم انگلستان کا صرف ایک سال کا خرچ ہے۔ ہندوستان میں مختلف طرز کی کئی یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور اگر ہمت کر کے ایسے انتظامات کر لئے جائیں۔ تو وہ غریب اور کم استطاعت طلباء بھی جو ممالک غیر میں نہیں جا سکتے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک کے وقار کو بڑھانے کا موجب ہو سکتے ہیں ✦

ملت اسلامیہ کے جسم پر گنده پھوڑا

خلافت کمیٹی پنجاب جن غازیوں اور مجاہدوں کے سہارے کھڑی ہے۔ ان کے متعلق معاصر "انقلاب" نے جو خود بھی ایک عرصہ تک اس کمیٹی کے بہت بڑے مداحوں بلکہ مددگاروں میں رہا ہے۔ جن حالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ نہایت ہی عبرت انگیز اور افسوسناک ہیں معاصر موصوف لکھتا ہے:۔

"ہم بارہا ذمہ دار ارباب خلافت سے عرض کر چکے ہیں۔ کہ یہ روش اچھی نہیں۔ اور اس کا جتنی جلدی انسداد ہو۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ لیکن جواب میں ہمیشہ یہ سنتے رہے۔ کہ "خلافت کمیٹی مجاہدین کی جماعت ہے۔ اور ان میں غیرت و حمیت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے بعض اوقات معاملات حد اعتدال سے متجاوز ہو جاتے ہیں" لیکن آج ہم علے الاعلان کہتے ہیں۔ کہ اس قسم کی حرکات کو "جہاد" یا "غیرت و حمیت" قرار دینا ان پاک الفاظ پر کھلا ہوا ظلم ہے۔ یہ لفنگا پن ہے۔ کھلی ہوئی اخلاق سوزی اور انسانیت کشی ہے۔ اور اس سے ہماری قوم جتنی جلدی پاک ہو جائے۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ دُنیا میں ہر خیال اور ہر رنگ کی جماعتیں موجود ہیں۔ ساری کائنات انسانیت خلافت کمیٹی ہی کے ارکان پر مشتمل نہیں ہے۔ بلکہ یہ جماعت حقیقۃً سب سے چھوٹی اور سب سے مختصر ہے۔ اگر ایک جماعت کے افراد کسی موقعہ پر انسانیت و اخلاق کا دامن اس بے دردی کے ساتھ چاک کر کے لفنگوں کی سی حرکات کر سکتے ہیں۔ تو دوسری جماعتیں کلیتہً فرشتوں کی جماعتیں نہیں ہیں۔ انہیں بھی غصہ آ سکتا ہے۔ ان کے دلوں میں بھی غیظ و غضب اور جوش و انتقام کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے راہنماؤں کی پگڑیاں اتاریں گی۔ ڈاڑھیاں نوچیں گی۔ اینٹ پتھر برسائیں گی۔ اور ہر شخص کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو جائیگا"

پھر لکھتا ہے:۔

"اگر یہی خلافت کمیٹی ہے۔ جس کی سرگرمی عمل کے تین منظر اتوار کے دن ہمارے سامنے آچکے ہیں۔ تو ہم ہر مسلمان سے بعد ادب عرض کریں گے۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کے جسم پاک کو اس زہریلے۔ گندے اور مہلک پھوڑے سے پاک کر دے۔ تاکہ دنیا شریفوں اور نیک انسانوں کے رہنے کے ناقابل نہ ہو جائے۔ کوئی شریف آدمی اس جماعت سے ایک منٹ تعلق رکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔ جس میں لفنگا پن کو غیرت و حمیت سمجھا جاتا ہے"۔ (انقلاب یکم مارچ)

خلافت کمیٹی پہلے ہی بے معنی سے الفاظ تھے لیکن اسکا ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہونا جو شرافت اور انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار ہوں۔ نہایت ہی شرمناک امر ہے۔ مسلمان جب تک پوری طاقت کے ساتھ اس فتنہ انگیز گروہ کے استیصال کی کوشش نہ کرینگے۔ اس وقت تک خطرات کم نہ ہونگے۔

ویدوں کو کس نے دُنیا میں ظاہر کیا

آریہ سماجی سوامی دیانند کی قدر و وقعت قائم کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں۔ ہندوستان سے وید معدوم ہو چکے تھے۔ اور سوامی جی کے طفیل جرمنی سے واپس آئے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اور ہم آریہ سماج کے اس دعوے کو صحیح تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ دیکھتے تھے کہ آریہ گزٹ (۲- مارچ) نے ہماری اس رائے کو یہ لکھ کر بدل دیا۔ "کیا میکس مولر کی رائے کوئی قدر نہیں رکھتی۔ جس نے پہلی بار ویدوں کو پھر سے دُنیا کے پیش کیا"۔

آریہ صاحبان سوامی جی کا تمام دُنیا پر یہ احسان جتایا کرتے تھے۔ کہ ان کے ذریعہ "پہلی بار پھر سے" وید دنیا میں ظاہر ہوئے۔ لیکن ایڈیٹر آریہ گزٹ کی مہربانی سے دنیا سوامی جی کے اس احسان سے بھی آزاد ہو گئی۔

مگر سوال یہ ہے۔ جس مذہبی کتاب کی یہ حیثیت ہو۔ کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے غیر مذہب اور غیر ملک کے رہنے والے لوگوں کی شرمندۂ احسان ہو۔ اسے تغیر و تبدل سے مامون و محفوظ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اسے ایشوری گیان کیونکر مانا جا سکتا ہے۔

ہوس پرست کون ہیں

"دنیا میں شادی کا ایک مقدس رشتہ تخلیق انسانی کے لئے مانا گیا ہے۔ لیکن بعض قوموں نے اس کو ہوس پرستی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ایک قوم میں ۹ نکاح تک جائز مان لئے گئے ہیں"۔

یہ الفاظ آریہ اخبار "تیج" نے اپنے ۸- فروری کے پرچہ میں شائع کئے ہیں۔ اور صاف ظاہر ہے۔ ان میں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ جس مذہب کا بانی ایک عورت کو اپنے خاوند کی موجودگی میں گیارہ تک مردوں سے اور ایک مرد کو اپنی بیوی کی موجودگی میں گیارہ تک عورتوں سے مخصوص تعلقات رکھنے کی کھلی اجازت دے چکا ہو۔ اس کے پیرو "۹ نکاح تک جائز" ماننے والوں کو "ہوس پرست" قرار دیں۔

اشارات

اسلام میں یہ ضروری نہیں قرار دیا گیا۔ کہ اکٹھے مل کر کھاؤ۔ بلکہ ہر انسان کی مرضی پر رکھا گیا ہے۔ کہ جی چاہے۔ تو اکٹھے کھاؤ۔ جی نہ چاہے تو الگ کھا لو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا۔ تم پر اس وجہ سے کوئی گناہ نہیں۔ کہ تم مل کر کھاؤ۔ یا علیحدہ علیحدہ کھاؤ۔

فطرت انسانی کا مطالعہ کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس بارے میں جو طریق عمل اختیار کیا ہے۔ وہی درست اور صحیح ہے جذبۂ محبت اور اُلفت سے مجبور ہو کر جس طرح انسان اپنے عزیز دل کے گلے ملتا۔ ان کے چہرہ اور پیشانی پر بوسہ دیتا۔ اور اس سے راحت و تسکین حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح اکٹھے بیٹھ کر کھانے میں بھی لطف اٹھاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے الٹ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام نے اس بارے میں انسان کو پابند نہیں کیا۔ بلکہ آزاد رکھا ہے۔ کہ جہاں اس کا جی چاہے۔ جہاں اس کے جذبات الفت و محبت تقاضا کریں۔ وہاں مل کر کھانا کھائے۔ لیکن جہاں اس کی طبیعت کسی وجہ سے کراہت محسوس کرتی ہو۔ وہاں نہ کھائے۔

کیسی پاکیزہ اور فطرت کے عین مطابق تعلیم ہے۔ لیکن جن لوگوں کی فطرتیں مسخ ہو چکی ہوں۔ اور جنہیں معقولیت کے ساتھ کسی بات پر غور کرنے کی عادت ہی نہ ہو۔ وہ اگر اس پہلو سے بھی اسلام پر اعتراض کریں۔ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ پھر اگر وہ شرافت اور تہذیب کو ترک کر کے زبان طعن دراز کریں۔ تو سمجھ لینا چاہئے۔ وہ اپنے سوامی "دیانند" کی ناخوشگوار یاد کو تازہ رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

آریہ اخبار "پرکاش" (۳- مارچ) نے "ایک برتن میں کھانا" کے متعلق جس شریفانہ انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس کی حسب ذیل سطور سے ظاہر ہے۔

"ایک برتن میں مل کر کھانا حیوانوں کا کام ہے۔ اشرف المخلوقات انسان کا کام نہیں۔ لیکن مولویانہ شریعت کی ہر ایک بات نرالی ہے"۔ مطلب یہ کہ جو لوگ ایک برتن میں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ وہ حیوان ہیں۔ اشرف المخلوقات کہلانے کے مستحق صرف وہ انسان ہیں۔ جو ایک دوسرے سے دُور بیٹھ کر علیحدہ علیحدہ برتنوں میں کھانا کھائیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ "پرکاش" کو آرین تہذیب نے یہ خیالات ظاہر کرتے وقت بھی عقل و فکر سے کام لینے کی اجازت نہ دی۔ اور وہ اسلام پر حملہ کرنے کے جوش میں بے سوچے سمجھے ایسے الفاظ لکھ گیا۔ جن کی زد ایک برتن میں مل کر کھانے والوں کی نسبت علیحدہ علیحدہ کھانے والوں پر زیادہ پڑتی ہے۔

مان لیا۔ "ایک برتن میں مل کر کھانا حیوانوں کا کام ہے"۔ مگر کونسے حیوانوں کا۔ ان کا جن میں "گئو ماتا" بھی شامل ہے۔ جس کا گوبر اور پیشاب تک ہندوؤں کے نزدیک اعلےٰ درجہ کی "پوتر وستو" سمجھی جاتی ہے۔

پس ایسے حیوانوں کا ایک برتن میں مل کر کھانا۔ جنہیں ہندوؤں اور آریوں کے سے "اشرف المخلوقات انسان" قابل پرستش سمجھیں۔ اور جن کے فضلہ کا کھانا پینا اپنی "پوترتا" کے لئے ضروری قرار دیں۔ ایک برتن میں مل کر کھانے والے انسانوں کے لئے کوئی بُری مثال نہیں لیکن اس کے مقابلہ میں اگر ہندو دوسرے پہلو پر غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ وہ خود کس پوزیشن میں ہیں۔

اگر "مل کر کھانا"، "اشرف المخلوقات انسان کا کام نہیں"! اور یہ "مولویانہ شریعت کی نرالی بات ہے"! تو کیا "مہاشہ پرکاش" فرمائیں گے۔ وہ حیوان۔ جن کا ایک برتن میں مل کر کھانا، تو الگ رہا۔ کچھ کھاتے وقت وہ اپنے ہم جنس کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتے۔ انہیں اپنے جیسا "اشرف المخلوقات" سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ جب ان کے نزدیک الگ الگ کھانا ہی "اشرف المخلوقات انسان" ہونے کی علامت ہے۔ تو پھر جو حیوان نہ صرف الگ الگ کھانے کے خوگر ہیں۔ بلکہ دوسرے کا سایہ تک پڑنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ انہیں کیوں نہ ان سے افضل قرار دیا جائے۔ جو ایک برتن میں تو نہیں۔ لیکن پاس پاس بیٹھ کر چپ چاپ کھا پی لیتے ہیں۔

ہمیں ان حیوانات کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ جن کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں کیا گیا ہے۔ ہر شہر اور ہر قصبہ۔ ہر گاؤں اور ہر محلہ میں ان کی ایک خاص نوع ہر شخص چلتی پھرتی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر ہمارا یہ اشارہ کافی نہ ہو۔ اور "مہاشہ پرکاش" اس کا پتہ نہ لگا سکیں۔ تو ہم اس بارے میں زیادہ تشریح و توضیح کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں۔ اسلام نے کسی کو مل کر ایک برتن میں کھانے کے لئے پابند نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک کی مرضی پر رکھا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو ان کے مذہب نے الگ الگ کھانے کا حکم دیا ہو۔ انہیں سمجھ لینا چاہئے۔ وہ کس قسم کے حیوانات کی عادت اور خصلت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس طرح کہاں تک "اشرف المخلوقات انسان" کہلانے کے مستحق ہیں۔

کیا مسیح ناصری کا باپ تھا

چند ماہ ہوئے۔ اخبار الفضل اور فاروق میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے خسر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پردہ کے بارے میں مختلف تحریریں شائع ہوئی تھیں۔ جواباً ڈاکٹر صاحب نے اپنے "امیر ایدہ اللہ" کی تحریر سے اپنی تحریر کو مطابق کرنے کی ناکام سعی کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملانے چاہے تھے۔ مگر عقلاء کے نزدیک انکا یہ فعل عذر گناہ کا ہی مصداق تھا۔ اسی طرح جناب ڈاکٹر صاحب نے پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ مسیح ناصری بن باپ نہ تھے۔ بلکہ وہ عام بنی نوع آدم کی طرح باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے ان کے اپنے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"سوال۔ کیا حضرت مسیح کا باپ تھا جواب۔ خوب اس سوال کے پوچھنے کی بھی ضرورت ہے۔ (ضرورت تو ہے۔ کیونکہ آپ کے امیر جناب مولانا محمد علی صاحب مسیح کو بن باپ مان چکے ہیں۔) کیا دنیا میں کوئی ہے۔ جس کا باپ نہ ہو۔ جب کوئی بھی بغیر باپ کے نہیں اور سُنت اللہ یہی نظر آتی ہے۔ تو پھر حیرت سے پوچھنا چاہیئے تھا۔ کہ کیا مسیح کا باپ کوئی نہ تھا۔ جو کہے کہ باپ نہ تھا۔ اس کا فرض ہے۔ کہ ایسی خارق عادت اور سُنت اللہ کے خلاف بات کا وہ ثبوت دے ورنہ ہم مجبور ہیں۔ کہ اس کی دعوت کو رد کر دیں"

"اگر کوئی عورت حاملہ پائی جائے گی . . . . خواہ وہ عورت کتنی بھی پارسا اور صاحب عفت و عصمت ہو۔ خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے۔ کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں۔ ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے۔ اور جو یہ کہتا ہے۔ وہ عرف عام میں اس کی عزت پر حملہ کرنے والا ٹھیرے گا"

میں اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ عبارات نہیں پیش کرنا چاہتا۔ جن میں حضور نے مسیح کی بن باپ ولادت ماننے کو اپنے عقاید میں داخل کیا ہے۔ اور اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ اگر مسیح کو بن باپ نہ مانا جائے۔ تو سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں۔ کہ نعوذ باللہ اسے ولد الحرام قرار دیا جائے۔ نیز باوجودیکہ حضور نے اپنی کتاب الھدیٰ کے حاشیہ صفحہ ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ حَکَم کی موجودگی میں جو کہ معصوم ہے اپنی دماغی منفرقہ آراء کی (حکم کی رائے چھوڑ کر) اتباع کرنا حرام ہے مگر میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے حضور کی کوئی تحریر نہیں پیش کرتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں غیر مبائعین کے دل میں اور خصوصاً ڈاکٹر صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آراء کا اتنا بھی احترام نہیں ہے۔ جتنا کہ اپنے داماد کی آراء کا جبھی تو انہوں نے پردہ کے متعلق اپنی صریح مخالف تحریر کو ان کی تحریر سے مطابقت دینی چاہی تھی۔ مگر جب ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ بالا تحریر کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر اخبار فاروق میں پیش کی گئی۔ تو پھر ان کے قلم کو جنبش تک نہ ہوئی۔ لہذا میں نے مناسب سمجھا۔ اُن کے داماد صاحب کی تحریر ہی اس بارہ میں پیش کر دوں تا انہیں اپنے قول "وہ عرف عام میں اس کی عزت پر حملہ کرنے والا ہوگا" کا مصداق معلوم ہو جائے۔ اور پتہ لگ جائے۔ وہ کون شخص ہے۔ جس نے حضرت مریمؑ کی عزت پر حملہ کیا۔

سُنیئے جناب ڈاکٹر صاحب! آپ کے امیر صاحب نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ جنوری ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹر جیتو یا دھیا عیسائی کے اعتراضات کے جواب میں ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان یہ ہے:۔

"حضرت مسیح کے بارہ میں قرآنی فیصلہ"

اس میں آپ آیت قالت رب انی یکون لی ولد... الخ لکھ فرماتے ہیں:۔

"اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ہوئی تھی۔ کہ جس میں باپ کا دخل نہ ہوا۔ اور اس لئے اس کو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طرز پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا۔ اور وہ اس معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے کلمہ کن سے حاملہ ہوئی اسی لئے اسے کلمہ کہا گیا"

ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ رسالہ مذکور

پھر اسی صفحہ میں فرماتے ہیں:۔

"اگر مسیح خدا ہے۔ تو آدم اس سے بڑا خدا ہے۔ کیونکہ یہ تو صرف بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ پر آدم کی پیدائش باپ اور ماں کے بغیر ہوئی"

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح کی اعجازی پیدائش کو دیکھ کر یہود سے اور تو کچھ نہ بن پڑا۔ انہوں نے حضرت مریم کے چال چلن پر ناگفتہ بہ الزام لگانے شروع کر دیئے"

الفاظ واضح ہیں۔ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ لیجئے ڈاکٹر صاحب آپ کے امیر آپ کے مخالف ہوئے جاتے ہیں۔ اب آپ کو اپنی اور اپنے امیر کی تحریرات کو ایک کر دکھانا چاہیئے۔ مگر میں نہیں سمجھتا۔ آپ ان دونو تحریروں میں جو روز روشن کی طرح آپس میں مختلف ہیں۔ موافقت دینے کے لئے کسی قسم کی تاویل کر سکیں۔ اس لئے اس کا ایک سہل علاج میں بتائے دیتا ہوں۔ اور وہ یہ۔ کہ آپ اپنے امیر صاحب سے عرض کیجئے گا۔ پردہ والی تحریروں میں جو اختلاف تھا۔ اس وقت میں نے آپ کی امارت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی تحریر کو آپ کی تحریر سے مطابق کر دکھانے کے لئے پورا زور لگایا تھا۔ اب آپ کو چاہیئے۔ آپ اپنے پہلے عقیدہ کو تبدیل کر کے اور اپنی اس تحریر کو کالعدم یا منسوخ قرار دے کر میری تحریر کے ساتھ موافقت کا اظہار کریں۔ اور مجھے تلک عشرۃ کاملۃ کہنے کا موقعہ دیں۔

جلال الدین احمدی از حیفا فلسطین

الفضل میں درج شدہ ایک مضمون سے امید ہے ہمارے شمس صاحب کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بھی اب حضرت مسیح کو بن باپ نہیں مانتے بلکہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ہے اور وہ اس عقیدہ میں بھی کھلی کھلی تبدیلی کر چکے ہیں۔ نہ معلوم ان کا یہ قدم کہاں جا کر رکتا ہے۔

زمیندار اور اسکے متعلقین

مولوی ظفر علی صاحب کا اخبار "زمیندار" نئے دن شرافت و انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر کسی نہ کسی کی پگڑی اچھالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے خود بخود گھڑ کر جھوٹے اور ناپاک الزام لگانا اپنا کمال سمجھتا ہے۔ ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا مشہور اور معزز انسان ہوگا۔ جس کے خلاف مولوی ظفر علی اور اس کے اخبار نے ناپاک سے ناپاک حملے نہ کئے ہوں اور اس کی ذات پر جھوٹے الزام اور بہتان نہ باندھے ہوں۔ اگرچہ بارہا اس غیر شریفانہ طرز عمل کا وہ نہایت عبرت ناک خمیازہ بھگت چکا ہے۔ اور اس سے وہ سلوک ہو چکا ہے کہ اگر کسی ایسے شخص کے ساتھ ہوتا۔ جس میں کچھ بھی شرم و حیا کا مادہ باقی ہوتا۔ تو چپنی میں پانی ڈال کر ڈوب مرتا۔ لیکن مولوی ظفر علی سب کچھ برداشت کرتا ہوا اپنی روش پر قائم ہے۔ اور "زمیندار" افترپردازی میں مصروف۔ کاش یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ تا انہیں معلوم ہو۔ کہ جو باتیں دوسروں کی طرف بہتان سازی کے ذریعہ منسوب کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر ان کے اپنے گھروں میں پائی جاتی ہیں۔ میں ایسی باتوں میں پڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ بتانے کے لئے کہ جھوٹے الزام لگانے والوں کی پاکبازی کی کیا حقیقت ہے۔ معاصر "سیاست" کے تازہ پرچہ (۳ مارچ ۱۹۲۹ء) کے طویل مضمون سے صرف چند سطور نقل کرتا ہوں۔

"گدائے لم یزل ظفر علی نے اعلیٰ حضرت امان اللہ کی امداد کے لئے فنڈ کھول دیا ہے۔ اس میں اب تک جو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ لوگوں کو اس مہذب ڈاکو پر اعتماد نہیں رہا۔ جس کے دفتر میں رشتہ داروں کی کنواری بیٹیوں کو حمل ہو جاتے ہوں۔ اور ان کے بچے گرائے جاتے ہوں۔ اور جس کے آدمیوں نے ہیرا منڈی میں قحبہ خانوں کی سرپرستی کا اجارہ لے رکھا ہو۔ اس کو کوئی اہل دانش تو چندہ دے گا نہیں"

اینٹ کا جواب پتھر دینے والے اخبار "سیاست" کی تحریر سے "زمیندار" معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اس کی گندہ دہنی اور فحش نگاری کا جواب دینا کوئی مشکل امر نہیں۔ اور نہ ہی اس کے متعلقین کے حالات اور شرمناک حالات کسی سے پوشیدہ ہیں۔ صرف تہذیب و شرافت ان کے اظہار سے مانع ہے۔ بہتر ہو۔ کہ مولوی ظفر علی مجھ ایسے واقف اسرار لوگوں کو اپنی پردہ دری کے لئے مجبور نہ کریں۔ اور ایسے بزرگوں پر جن سے ہزاروں اور لاکھوں انسان نہایت مخلصانہ اور عقیدتمندانہ روحانی تعلقات رکھتے ہیں۔ جھوٹے الزامات لگانے سے باز آجائیں ورنہ یاد رکھیں۔ نہ صرف کراچی اور دہلی کے واقعات کا اعادہ ہر جگہ ہو سکتا ہے بلکہ جن امور کو وہ راز ہائے سربستہ سمجھے ہوئے ہیں ان کا انکشاف بھی کوئی مشکل امر نہیں۔

"شاد"

مولوی محمد علی صاحب غیر احمدیوں کو ہرگز مسلمان نہیں سمجھتے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ طریق عمل ہے! وہ بار بار اسبات کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ غیر احمدی مسلمانوں کو کافر۔ منافق اور فاسق سمجھتی ہے۔ لیکن مولوی صاحب کا گروہ انہیں پکا مسلمان اور حقیقی مومن یقین کرتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی یہ سب چالیں ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے چلی جاتی ہیں۔ ورنہ بلحاظ عقائد وہ خود غیر احمدیوں کو کافر۔ منافق۔ فاسق اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہیں۔

"الفضل" کی ایک گذشتہ اشاعت میں مولوی محمد علی صاحب کی گالیوں اور بدزبانیوں کی مختصر سی فہرست شائع کی گئی تھی۔ اس کا ذکر کرتا ہوا پیغام صلح (۱۱ر جنوری) لکھتا ہے

"پہلے نمبر میں مضمون نگار نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے ایک ٹریکٹ میں سختی سے کام لیا ہے۔ سو جواباً عرض ہے۔ کہ چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر کہنے اور سمجھنے والا اور حضرت مسیح موعود کے متبعین کو منافق اور فاسق کہنے والا گروہ اگر اپنے آپ کو شیریں کلامی کا مدعی گردانے۔ تو مذہبی دنیا میں یہ ایک ایسے مثل انقلاب سمجھا جائے گا۔ یقیناً ایک کلمہ گو کے لئے کافر۔ منافق اور فاسق کے الفاظ کا استعمال بدتر سے بدتر گالی ہے"

یہ بات تو غالباً دنیا کے کسی صحیح الدماغ انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کہ اگر جماعت احمدیہ غیر احمدیوں کو کافر۔ منافق اور فاسق قرار دیتی ہے۔ تو اس سے مولوی محمد علی صاحب کو سخت کلامی کرنے کا حق کس طرح حاصل ہو گیا۔ لیکن اس وقت ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ بلکہ صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ جس گناہ کا مرتکب پیغام نے جماعت احمدیہ کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس سے بمصداق ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ وہ خود بری الذمہ نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں جو خاص طور پر جماعت احمدیہ کی تردید میں لکھی گئی۔ طوعاً و کرہاً صاف طور پر تحریر فرمایا ہے:۔

"مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے" (صہ ۱۸۵)

ابھی تک مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجدد ماننے کے دعویدار ہیں۔ اور تحریروں اور تقریروں میں اس بات پر زور دیتے رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے کیا یہ ثابت نہیں۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد نہیں مانتے۔ وہ مولوی صاحب کے نزدیک فاسق ہیں پس اگر "فاسق" کہنا گالی ہے۔ اور بہت بڑی گالی ہے۔ تو خود مولوی محمد علی صاحب اسے استعمال کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب جیسے مدعی قرآن دانی اور مفسر سے اس امر میں تو کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ کہ فاسق اور کافر اور منافق کے الفاظ قریباً قریباً ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض قرآنی آیات سے تو یہ ثابت ہے کہ فاسق نہ صرف کافر بلکہ سخت متمرد کافر کو کہتے ہیں جیسے فرمایا:۔

ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (سورہ نور ع ۶)

کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بین اور واضح نشان کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں گے۔ وہ فاسق ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ فاسق ایسے کافر کو کہا جاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے باوجود انکار پر اڑا رہے۔ جس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ گویا وہ تمام روحانی بصیرت کھو کر ہدایت پانے کے ناقابل ہو چکا ہو

پھر فرمایا:۔ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون (مائدہ رکوع ۱۱) یعنے یہودی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ اس لئے فاسق ہیں۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ فاسق ایسا کافر ہوتا ہے۔ جس پر یہود کی طرح خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہو چکا ہو۔ اور وہ ذلت و ادبار کے گڑھے میں گر چکا ہو

پھر سورہ سجدہ رکوع ۲ میں ہے:۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون یہاں فاسق کو مومن کے مقابلہ میں رکھ کر بتا دیا کہ کافر اور فاسق ایک ہی چیز ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۱۲ میں ہے:۔ ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون۔ یعنے آیات اللہ کا انکار کرتے ہی وہ لوگ ہیں۔ جو فاسق ہوتے ہیں۔

ان آیات سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر اور فاسق دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اس کے علاوہ سورہ توبہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ان المنافقین ھم الفاسقون۔ یعنی منافق لوگ بھی فاسق ہیں۔ اور منافق کے متعلق خدا تعالیٰ کا صاف اور صریح ارشاد موجود ہے۔ کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنے منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا غیر احمدیوں کو فاسق کہنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ انہیں کافر۔ منافق بلکہ جہنمی مانتے ہیں اب اگر "پیغام صلح" کے یہ الفاظ درست ہیں کہ:۔

"ایک کلمہ گو کے لئے کافر۔ منافق۔ فاسق کے الفاظ بدتر سے بدتر گالی ہیں"

تو بتائے وہ اور اس کے "امیر ایدہ اللہ" کیوں اس "بدتر سے بدتر گالی" کا استعمال مسلمانوں کے لئے روا رکھتے ہیں۔ اور کیوں "چالیس کروڑ کلمہ گوؤں" کو کافر قرار دیتے ہیں ؞

امام محمد بیضا کی وفات پر جماعت احمدیہ کلکتہ کا تعزیت نامہ

نائیجیریا کے چیف امام محمد بیضا صاحب ڈوبری مرحوم کی وفات پر امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے اپنی جماعت کی طرف سے ان کے صاحبزادہ صاحب کو جو تعزیت نامہ ارسال کیا۔ اس کا ترجمہ معہ اس جواب کے ترجمہ کے جو ان کی طرف سے موصول ہوا۔ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

جماعت احمدیہ کلکتہ نے اپنے پیارے بھائی امام محمد بیضا ڈوبری کی ناگہانی وفات کی خبر کو کمال رنج اور افسوس کے ساتھ سنا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ ویسٹ افریقہ میں حضرت ابوبکرؓ کی مثال تھے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے ایک پیرو کی پہلی تقریر سنتے ہی تسلیم کر لیا۔ وہ یقیناً ایک عظیم الشان ہستی تھے۔ اور ان کی خدمات اسلام مغربی افریقہ کی تاریخ احمدیت میں ایک ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل کارنامہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ؞

نیز ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ ارحم الراحمین خدا آپ کو اور خاندان کے جملہ دیگر افراد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ اور ان کی روایات کو برقرار رکھنے اور اسی جوش اور اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بگوش رہنے کی ہمت عطا کرے۔ آمین ؞

اس کا حسب ذیل جواب موصول ہوا:۔

پیارے بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے ۲۴ر نومبر ۱۹۲۸ء کے تعزیت نامہ کے لئے جو آپ نے ہمارے محترم چیف امام محمد بیضا ڈوبری کی وفات کے موقع پر ارسال کیا۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یوربا زبان میں اس کا ترجمہ کر کے نماز جمعہ میں تمام جماعت کو سنایا گیا۔ یہاں کے تمام احمدی آپ کی ہمدردی کو شکریہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے والد کی مغفرت کرے۔ ان کی وفات سے جماعت احمدیہ کو بحیثیت مجموعی ایسا سخت نقصان پہنچا ہے کہ اس کی تلافی سوائے خدا تعالیٰ کی مہربانی کے ممکن نہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ؞

ہندوستان کے اکثر مقامات سے احمدیوں کے تعزیت نامے موصول ہوئے ہیں۔ جن کا جواب دیدیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ آپ کی جماعت کے تمام ممبروں کو ہمارے ساتھ انتہائی پریشانی کے وقت اظہار ہمدردی کرنے کا اجر دے ؞

آپ کا احمدی بھائی

قاسم آر۔ اجوسی

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

برادران کرام - السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالٰے کے فضلوں میں سے ماہ رمضان بھی اس کے بندوں کے لئے ایک خاص فضل ہے۔ جس میں بہت سے روحانی اور جسمانی فوائد انسان حاصل کرسکتا ہے - اس مبارک مہینہ کے اختتام پر ہر متنفس کے ذمہ صدقۃ الفطر فرض کیا گیا ہے۔ بچوں پر بھی یہ صدقہ فرض ہے۔ ناداروں اور مفلسوں کے ذمہ بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ خواہ وہ صدقہ لے کر ہی صدقہ ادا کریں - غرض اس صدقہ کا ادا کرنا ہر مومن متنفس پر خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت فرض ہے - اور حقیقت بھی یوں ہی ہے۔ کہ اس راہ میں بھوکا اور پیاسا رہ کر انسان بھوکے اور پیاسوں کی تکلیف کا احساس کرتا ہے۔ اور خود اپنی اختیار کی ہوئی بھوک اور پیاس میں بیکس اور لاوارثوں کی مجبوری کی بھوک پیاس سے بیتاب ہوجاتا ہے۔ محض خدا کے لئے بھوکے رہنے والے خدا کی مخلوق کی بھوک پیاس کو نہیں بھول سکتے۔ وہ روزوں میں خود بھوکے رہ کر دوسروں کی بھوک دور کرنے کے لئے صدقہ پر صدقہ دیتے ہیں - اور روزہ فرض کرنے کے شکریہ میں اللہ تعالٰے کے آگے راتوں کو اُٹھ اٹھ کر سجدات شکر بجا لاتے ہیں - کہ اس نے اپنے بندوں کو ہمدردیٔ انسان کا کیسا مؤثر عملی سبق دیا ہے۔ پس رمضان میں روزوں اور نمازوں کے ساتھ صدقہ کے زیادہ دینے کا بھی ایک قدرتی جوڑ ہے ٭

چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں صدقہ دینے میں نہایت غیر معمولی کثرت سے کام لیتے تھے ٭

پہاڑ اور بلندیاں اپنا پانی خشک زمینوں کے سیراب کرنے کے لئے دریاؤں میں بہا دیتی ہیں۔ پھر وہی پانی صاف ہوتا ہے اور گرم ہواؤں کے ذریعہ واپس آکر ان پر برستا ہے۔ یہی حال صدقات کا ہے جب ننگے ڈھانپے اور بھوکے سیر کئے جاتے۔ اور خشک حلق تر کئے جاتے ہیں - تو یتامیٰ اور مساکین کی درد بھری دعائیں باران رحمت بن کر صدقہ دینے والوں کے مالوں پر برستی ہیں - اور یربی الصدقات کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ صدقات کے لئے رمضان کا مہینہ خاص ہے اور گو زکوٰت کے لئے کوئی خاص مہینہ مقرر نہیں ہے۔ لیکن صدقات کی مناسبت کے لحاظ سے عام طور پر لوگ زکوٰت بھی اس مہینہ میں ادا کرتے ہیں ٭

اسقدر تمہیدی الفاظ کے بعد میں جناب کو بیت المال کی اُن خاص ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جن کا تعلق صدقات اور زکوٰت سے ہے۔ جماعت کے بڑھنے سے غربا اور مساکین کی تعداد بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ صدقات کا بجٹ اس وقت سب کا سب خرچ ہوچکا ہے - اور چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالٰے یتامیٰ و بیوگان و دیگر حاجتمند احمدیوں کو متفرق امداد اپنی نگرانی خاص میں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ تقسیم فرماتے ہیں - اس لئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر ہی سب سے زیادہ غربا اور مساکین کے تقاضے ہوتے رہتے ہیں - اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بار بار اس فنڈ میں کمی روپیہ کیوجہ سے تکلیف ہوتی ہے ٭

قادیان سے باہر احمدیوں کی حالت عام طور پر دوسری اقوام کے مقابلہ میں کمی تعداد کے باعث کمزور ہے - اور احمدیوں کو بالعموم دشمنوں کے ظلم بھی سہنے پڑتے ہیں - مگر اس دشمنی کا نزلہ سب سے زیادہ غریب اور لاوارث لوگوں پر گرتا ہے - اور ان میں سے بہت سے لوگ قادیان میں آکر پناہ لیتے ہیں۔ اس وقت یہ تعداد اس قدر ہوگئی ہے - کہ مساکین کے لئے موجودہ فنڈ صدقات اور زکوٰت کافی نہیں ہو رہا ہے - سردی میں ضروری کپڑے بھی سب کو ہم نہیں پہونچا سکتے - اور باوجود کئی کئی طریق سے انتظام کرنے کے سب کے لئے کھانے کا انتظام بھی بوجہ کمی روپیہ پورا نہیں ہوسکتا - اور ان دنوں میں سخت گرانی کے باعث اس وقت تکلیف کی شدت اور بھی بڑھ رہی ہے - ایسے وقت میں بیرونی احباب کو اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے خاص جوش رکھنا چاہئے - اپنی اور اپنے خاندان کی زکوٰۃ اور ہر قسم کے صدقات خود جمع کر کے بھجوانے چاہئیں - بلکہ اپنے دوستوں کو بھی تحریک کر کے ان سے بھی بھجوانے چاہئیں - کیونکہ ہر دوست کو علیحدہ علیحدہ خط نہیں بھیجے جا سکتے - جن کو بھیجے جاتے ہیں - ان پر لازم ہے - کہ دوسروں تک بھی پہونچائیں اور ساری جماعت کو اس کار خیر میں شریک کریں ٭

زکوٰت اور صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کے ساتھ ایک خاص مد چندہ یعنی عید فنڈ ہمیشہ سے قائم ہے - احباب عید کے موقعہ پر خزانہ بیت المال کے لئے حسب توفیق اس مد میں بھی ضرور حصہ لیتے ہیں - امید ہے - کہ اس سال اس مد کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ کی جائے گی - اور جو جس کی توفیق ہو - اس مد میں بھی ضرور چندہ دے گا - عام طور پر اس مد میں کم از کم ایک روپیہ فی کس لیا جاتا ہے - لیکن جو دوست اس قدر نہ دے سکتے ہوں - ان سے کم لیا جائے ٭

نوٹ :- حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے - کہ مقامی مساکین اور غربا کو امداد دینے کے بعد فطرانہ کی باقی رقم مرکز میں ارسال کی جائے -

نیازمند عبد المغنی

ناظر بیت المال - قادیان

تعلیم الاسلام ہائی سکول

چند ہی دن ہوئے - بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک ضروری مضمون درج اخبار کیا گیا تھا - اس سے معلوم ہوسکتا ہے - کہ ماں باپ پر اولاد کی تربیت کی کس قدر ذمہ داری ہے - اسی سلسلہ میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے کی ایک تحریر شائع کرتے ہوئے احباب کو خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں ٭

بچپن کی تعلیم ایک آہنی میخ ہوتی ہے - جس کا نکالنا آسان کام نہیں - اسلام اگر آج تیرہ سو سال کے بعد دنیا کی نصف آبادی بلکہ تہائی کے دلوں میں بھی داخل نہیں ہوا - تو اس کی وجہ وہی خیالات ہیں - جو لوگوں کے دلوں میں بچپن کی عمر میں داخل کر دئے گئے ہیں - پس جب باطل اس عمر میں دل میں داخل ہوتا ہے اور نکلتا نہیں - تو حق کا کیا حال ہوگا - جب اس عمر میں کہ دل ایک صاف لوح کی طرح ہوتا ہے - اسے نقش کیا جائے - اسی امر کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا اجرا کیا - اور اسی امر کو مدنظر رکھ کر آپ کے بعد آپ کے خلفاء اس کام کو چلا رہے ہیں - مگر ہماری کوششیں اس امر میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتیں - جب تک کہ دوسرے لوگ بھی اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھیں - سنانے والے کے کلام کا اثر کارآمد نہیں ہوسکتا - جب تک کہ جماعت کے احباب اس سکول میں اپنے بچے پڑھنے کے لئے نہ بھیجیں - جہاں جسمانی امراض سے اپنے بچوں کے بچانے کے لئے اس قدر کوشش کی جاتی ہے وہاں روحانی امراض سے بچانے کے لئے کیا کچھ کوشش نہ ہونی چاہئے - میں اپنے احباب سے امید کرتا ہوں - کہ وہ پچھلی بے پرواہی کو ترک کر کے آئندہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرینگے اور نہ صرف اپنے بچوں کو قادیان بھیجیں گے - بلکہ دوسرے لوگوں میں بھی تحریک کرینگے - تاکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصل غرض پوری ہو - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشار کی تکمیل ہو ٭

خاکسار مرزا محمود احمد

بالاکوٹ میں پادریوں کی شکست فاش

۲۰ فروری سنہ ۲۹ء - ایک مناظرہ بصدارت فقیر خانصاحب جاگیردار ہوا - بہت سے پادری صاحبان آئے ہوئے تھے - ۱۹ - فروری کو مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی غیر احمدی اور مسٹر ایلٹر کے مابین الوہیت مسیح پر مناظرہ ہوا - گو مولوی صاحب نے اپنی منطق سے اچھا کام لیا مگر سامعین یا پادریوں کو مولوی صاحب کی تقریروں سے کچھ بھی سمجھ نہ آئی - اور وقت ختم ہوگیا -

۲۱ - فروری کو حیات و وفات مسیح پر احمدیہ جماعت کی طرف سے حکیم عبد ...

کلکتہ میں سوامی ویکانند کی یادگار میں جلسہ

سید کریم بخش صاحب سیکرٹری تبلیغ احمدیہ ایسوسی ایشن کلکتہ تحریر کرتے ہیں۔

گذشتہ مہینہ میں البرٹ ہال کلکتہ میں سوامی ویکانند کی یادگار میں زیر صدارت مسٹر جسٹس منمتھا ناتھ مکرجی ایک جلسہ منعقد ہوا۔ ہزارہا لوگ موجود تھے۔ متعدد اہل علم اصحاب نے تقریریں کیں۔ لیکن حاضرین میں مسلمان صرف دو تھے۔ ایک ہمارے بھائی مظفرالدین صاحب چوہدری بی۔ اے۔ اور دوسرے مولوی واحد حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ کلکتہ۔ ہمارے بھائی چوہدری صاحب سے ڈاکٹر ایچ۔ ڈبلیو۔ بی سارینو نے حیران ہوکر ایک ہندو جلسہ میں شمولیت کی وجہ دریافت کی۔ ہمارے بھائی نے انہیں احمدیت اور احمدیوں کی وسعت خیالی کے متعلق بتایا جسے سُن کر وہ بہت محظوظ ہوئے۔ اور احمدیت کے متعلق لٹریچر مطالعہ کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور ہمارے بھائی کو اپنا کارڈ بھی دیا۔

مولوی واحد حسین صاحب نے اپنی تقریر میں ملاازم کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر چوہدری صاحب سے جو سٹیج پر بیٹھے تھے معذرت کی۔ کہ وہ ملاازم کے خلاف ان کے خیالات پر بُرا نہ منائیں۔ اُن کی تقریر کے بعد ہمارے بھائی صاحب نے صدر سے چار پانچ منٹ کے لئے کچھ کہنے کی اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر بحیثیت احمدی اپنی پوزیشن واضح کرتے ہوئے مولوی واحد حسین صاحب کو یقین دلایا۔ کہ ان کے ملاازم پر ریمارک انہیں شاق نہیں گذرے۔ بلکہ وہ تو ان سے بھی زیادہ ملاازم کے مخالف ہیں۔ نیز بیان کیا۔ کہ وہ حضرت کرشن۔ بدھ اور تمام ہادیان مذاہب کو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انسان مانتے ہیں۔ اور سوامی ویکانند چونکہ حضرت کرشنؑ کے پیرو تھے۔ اس لئے انہیں بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (تالیاں) آپ نے کہا تمام ہادیان مذاہب کو خدا کے برگزیدہ تسلیم کرنے کے عقیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو قرآن کریم میں صراحتاً موجود ہے۔ اور جسے حضرت احمدؑ قادیانی نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ مولوی واحد حسین صاحب اور دوسرے مسلمان اپنی تمام آزاد منشی کے باوجود احمدیوں کی وسعت خیالی کے ساتھ نسبت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ نیز آپ نے کہا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ زبانی جمع خرچ ہی نہیں۔ بلکہ میرے دلی جذبات ہیں (تالیاں)

اس تحریر میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم حضرت احمد قادیانی کا ذکر ہر مجلس میں کرنا اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتے ہیں۔ اور جہاں کہیں بھی جاتے ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر خیر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بھی پہنچا دیتے ہیں۔ مذاہب کی پارلیمنٹ میں جو گذشتہ دنوں کلکتہ میں منعقد ہوئی۔ اور جس کی روئداد الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے ہمارے دو بھائیوں نے اپنے مضامین میں حضرت احمدؑ قادیانی کی آمد کا پیغام پورے زور کے ساتھ حاضرین تک پہنچا دیا۔

اس سلسلہ میں میں یہ دریافت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس صداقت کے علمبردار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوئی۔ احمدی ہیں یا پیغامی۔ ؟ اور اس کی اشاعت کی توفیق کسے عطا ہو رہی ہے ؟ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے متبعین قادیان سے علیحدگی کے زمانہ سے غیر احمدیوں کے خوف کے مارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چھپا رہے ہیں۔ لیکن ہم تحریراً اور تقریراً پورے زور کے ساتھ حضور کی آمد سے ہندوستان میں اور غیر ممالک میں بھی جہاں بھی موقعہ ملے لوگوں کو مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اور غیر احمدیوں کی خوشنودی کے خیال کو اس اہم کام پر ترجیح نہیں دیتے۔ اور ہم انہیں بتائے دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر ہمارے لئے ہر مجلس میں عزت اور شہرت کا باعث ہوتا ہے۔ جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ ہمیں خدا تعالےٰ کی تائید حاصل ہے۔ پیغامی جس قدر دل چاہے۔ مخالفت کریں لیکن وہ دیکھیں گے۔ انجام کار فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور ان کے حصہ میں سوزِ جگر کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ ابھی وقت ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کجروی چھوڑ کر راہ راست پر آجائیں ❊

برطانیہ میں ہندوستانی طلبا کی ٹیکنیکل اور صنعتی تربیت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

انڈین سٹورز ڈیپارٹمنٹ لنڈن کی سالانہ رپورٹ بابت ۲۷-۱۹۲۶ء سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ میں ہندوستانی طلباء کی ٹیکنیکل اور صنعتی تعلیم کے متعلق خاص آسانیاں بہم پہنچانے کا انتظام اطمینان بخش طور پر جاری ہے۔ اس ضمن میں ہائی کمشنر کے دفتر کے صیغہ تعلیم میں سال گذشتہ کی طرح ۱۰۲ طلباء کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں سے ۵۶ طلبا کی عملی تعلیم کا انتظام موزوں کارخانوں میں کر دیا گیا۔ سات طلباء نے اپنی درخواستیں مختلف وجوہ کی بنا پر واپس لے لیں۔ اور باقی درخواستیں سال مذکور کے اختتام پر زیر تجویز تھیں۔ بعض طلباء کارخانوں میں عملی کام سیکھنے کی غرض سے اس بناء پر داخل نہیں ہو سکے۔ کہ ٹریڈ یونینوں کے قواعد و ضوابط کے مطابق یہ کارخانے نئے طلباء کو اپنے ہاں لینے کے مجاز نہیں بعض صورتوں میں کارخانوں کے منتظمین یہ گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ باہر کے طلباء یہاں آکر صنعتی پیداوار کے وہ طریقے اور راز معلوم کرلیں۔ جو بہت سا روپیہ خرچ کرنے کے بعد حاصل کئے گئے ہیں۔ اور صنعتی ترقی کی جان ہیں۔ منتظمین کارخانہ کا یہ تامل جو صنعتی مقابلہ کے احساس پر مبنی ہے۔ غیر حق بجانب نہیں۔ الیکٹریکل انجینئری کے شعبہ میں صورت حالات میں سال گذشتہ کی نسبت بہت کم تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ بجلی کا کام سیکھنے کے لئے جو درخواستیں موصول ہوئیں۔ وہ بلحاظ ضرورت بہت زیادہ تھیں۔ طلباء کے لئے آسانیاں بہنچانے کی غرض سے سلسلہ گفت وشنید کی رفتار کم ہے۔ میکنیکل انجینئری میں یہ حالت نہیں۔ وہاں طلبا کو عملی کام سیکھنے کے بہت سے مواقع میسر ہیں۔ لیکن خاص صنعتوں مثلاً بسکٹ بنانے۔ عطر کھینچنے۔ تیل کے جوہر۔ سامان آرائش اور گدیلے وغیرہ بنانے اور رنگ تیار کرنے میں طلباء کو حقیقی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ متذکرہ بالا اعداد وشمار صرف ان طلباء سے متعلق ہیں۔ جنہیں کارخانوں میں کام سیکھنے کا موقع دیا گیا بعض طلباء کو اپنی تربیت وتجربہ کی تکمیل کے لئے ایک کارخانہ سے دوسرے کارخانہ میں منتقل ہونا پڑتا ہے۔ ایک طالب علم کو چھ مختلف کارخانوں میں کام سیکھنے کے لئے سہولیت بہم پہنچائی گئی۔ اور یہ معلوم کرنا اطمینان بخش ہے۔ کہ اس نے حاصل کردہ مواقع کا پورا فائدہ اٹھایا۔

رپورٹ مذکور سے بعض ایسے طلباء کا پتہ چلتا ہے جو عملی کام سیکھنے کے لئے فیس ادا کرنا نہیں چاہتے۔ اور اس وجہ سے محکمہ مذکور ان کے لئے سہولتیں بہم نہیں پہنچا سکتا۔ اگرچہ بعض ایسے کارخانے ہیں۔ جو خاص رعایت کے طور پر طلباء سے بغیر فیس وصول کئے انہیں کام سیکھنے کا موقع دیتے ہیں۔ لیکن اصولاً ہر طالب علم کو اس امر کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کہ وہ کارخانہ کو اس دقت اور محنت کا معاوضہ ادا کرے جو اس کی تربیت پر صرف کرنا پڑتی ہے ❊

دعوت وتبلیغ اور ترقی اسلام

بعض دوست ان دونوں صیغوں کے متعلق جملہ امور ایک ہی چٹھی میں درج کر دیتے ہیں۔ جو یا تو ناظر دعوۃ وتبلیغ کے نام ہوتی ہے اور یا سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام کے نام۔ چونکہ اس طرح ریکارڈ کی حفاظت میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ لہذا اطلاع عام کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دعوۃ وتبلیغ اور ترقی اسلام دو الگ الگ صیغے ہیں۔ دونو صیغوں کے کارکن اور حسابات اور رجسٹرات وغیرہ بالکل الگ ہیں۔ سوائے اس کے کہ ایک ہی شخص کی زیر نگرانی دونو صیغوں کا کام ہو رہا ہے اور کوئی تعلق کام کے لحاظ سے دونو صیغوں کا نہیں ہے۔ اس لئے تمام خط وکتابت متعلق صیغہ دعوۃ وتبلیغ ناظر دعوۃ وتبلیغ سے اور ترقی اسلام کے متعلق سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام سے کیجائے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دونو صیغہ جات کے متعلق ایک ہی لفافہ میں دونو چٹھیاں رکھ دی جائیں خط وکتابت میں صرف عہدہ لکھنا کافی ہے۔ ناظر یا سیکرٹری کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

سنہ ۱۹۰۱ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کیلئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ سنہ ۱۹۰۷ء سے میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں بیچے تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے"۔ میں نے خیال نہ کیا پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اسکے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶۸ عہ)

طاقت کی بے نظیر گولیاں

"حب رحمانی" رجسٹرڈ

یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ اور اپنے اندر برقی اثر رکھتے ہوئے قیام تندرستی کے لئے ان کا استعمال ازبس ضروری ہے۔ "حب رحمانی" کشتہ سونا کشتہ چاندی کشتہ فولاد۔ موتی۔ کیسر۔ عود وار مشک سے تیار کی گئی ہیں۔ قوت کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی سے ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف "حب رحمانی" ہی ساتھ دینگی۔ حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہوئی ہو۔ اور کمزوری دل نے نیم جان بنا دیا ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص "حب رحمانی" ہی مفید ہوگی۔ غرض تمام جسم اور خصوصاً اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر از سر نو تازگی پیدا کر دیں گی۔ ان گولیوں کے فوائد عجیبہ اور اثرات غریبہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ صرف اسقدر بس ہے۔ کہ یہ بینظیر و نایاب تحفہ جسمانی مریضوں کے لئے آب حیات سے بڑھ کر زندگی بخش ہے۔

قیمت "حب رحمانی" خوراک ایکماہ چھ روپے (۶ عہ)

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

دولتمند بننے کی

آسان ترکیب

آپ ہم سے ایک مفید اور نفع بخش نسخہ سیکھ لیں۔ جس کے ذریعہ سے آپ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ بہت جلد مالا مال ہو جائیں گے۔ وہ نسخہ یہ ہے۔ کہ صرف ایک روپیہ لاگت لگا کر صرف ایک گھنٹہ میں آپ نو سیر پختہ کپڑا صاف کرنے کا عمدہ صابن بنانا ہم سے سیکھ لیں۔ اگر ایک ہی روپیہ کا صابن تیار کر کے روزانہ فروخت کیا جائے۔ یا کسی ایجنٹ سے کرایا جائے۔ تو روزانہ دو روپیہ نفع آسانی سے ہو سکتا ہے۔ بیکار دوست اس نسخے سے اپنی بیکاری دور کریں۔ اور ملازمت پیشہ دوست فالتو وقت میں صرف ایک گھنٹہ میں ایک روپیہ کا صابن تیار کر کے کسی ایجنٹ سے فروخت کرا کر دو روپیہ روزانہ آسانی سے کما کر اپنی تنخواہ میں ساٹھ روپے ماہوار کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ جو احباب تجارت نہ کرنا چاہیں۔ وہ گھر میں تیار کر کے فائدہ اٹھائیں یہ صابن مستورات بھی آسانی سے تیار کر لیتی ہیں۔ بازار کے گراں صابن سے ہمیشہ کیلئے نجات مل جائیگی۔ اس نسخہ کی فیس صرف دو روپے ہے اور وی پی کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے۔ یہ رعایت صرف ایک ماہ کیلئے ہے۔ بعد میں اس کی فیس پانچ روپے کر دیجائیگی۔

نسخہ کے مفید و درست ہونیکا ثبوت

جناب قریشی نیاز احمد نصر اللہ شاہ صاحب

کلارک احمدیہ کالج و محکمہ قضا قادیان یوں تحریر فرماتے ہیں "ناظم صاحب احمدیہ فارمیسی سے حاصل کردہ نسخہ کپڑے صاف کرنے کا صابن میں نے تجربہ کر کے دیکھا۔ واقعی یہ ایک عمدہ نسخہ ہے۔ صاحب ہمت دوست اس کے ذریعہ سے اپنی غربت دور کر سکتے ہیں۔ اس سے فی الواقعہ ایک روپیہ میں نو سیر صابن تیار ہو سکتا ہے۔ جو کپڑے دھونے کیلئے عام بازاری صابن سے اچھا ہے۔" نسخہ منگانے کا پتہ

ناظم احمدیہ فارمیسی قادیان پنجاب

غور سے پڑھئے

آپکے فائدہ کی بات ہے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور۔ چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا کمی خون۔ کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفیٰ خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور **اٹھرا** کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے اس کے استعمال سے ناہواری خرابی اور قلت خون۔ درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ ایسا کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کر کے کہ ہم موجد "عرق نور" کو مبلغ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کر دیں گے۔ کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیجدیں تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کر دیں گے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا۔

نقد قیمت ۸عہ۔ خوراک دوائی بمعہ شافہ قیمت للعہ

درد شقیقہ — ایک منٹ میں آرام۔ قیمت (عہ) شیشی ایک اونس

درد گردہ — پندرہ منٹ میں آرام۔ قیمت ایکتولہ دو روپے (عا) خوراک ایک ماشہ

درد عصابہ یا بال — دو منٹ میں آرام۔ قیمت دو روپیہ (عا) شیشی ۲ - اونس بمعہ چھ عدد گولیاں

بواسیر خونی — ہر سہ قسم قیمت (دوائی خوردنی اور لگانے کی) ... سے ... تک مطابق مرض

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

رمضان کے آخری ایام میں خاص طور پر دعائیں کی جائیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(فرمودہ ۸ - مارچ ۱۹۲۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ اور چونکہ رمضان کے مہینہ کو خدا تعالےٰ نے مبارک بنایا ہے۔ اور جمعہ کے دن کو بھی چونکہ برکت عطا فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی آتی ہے۔ جس وقت بندہ جو کچھ اپنے خدا سے مانگے۔ پالیتا ہے۔ اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں اس دن کو مسلمان خاص طور پر مکرم قرار دیتے ہیں۔ اور اسے اس رنگ عزت دیتے ہیں۔ جسے دیکھتے ہوئے گورنمنٹ نے بھی آج کے دن دفتروں میں چھٹی منظور کرلی ہے۔

جس رنگ میں مسلمان اس دن کو دیکھتے ہیں۔ وہ تو ایک نہایت ہی

مکروہ صورت

ہے۔ وہ مسلمان جن پر جمعہ پر جمعہ گذرتا چلا جاتا ہے۔ اور انہیں خدا تعالےٰ کا نام لینے کی توفیق نہیں ملتی۔ وہ مسلمان جن کی آنکھوں کے سامنے ہر روز نماز کے وقت گذرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں

خدا تعالیٰ کی یاد

کبھی نہیں گدگداتی۔ وہ مسلمان جن کے کانوں میں گونجتی ہوئی اذان کی آواز گذر جاتی ہے۔ مگر ان کے دلوں کی

محبت کی تاریں

ذرا بھی اس آواز کے مقابلہ میں پھڑکتی نہیں۔ وہ اس دن تمام کام کاج چھوڑ کر اور خوب زینت و آرائش کر کے مسجدوں میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ اگر آج نماز پڑھ لی۔ تو ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ وہ آج

قضاء عمری

پڑھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ آج کی نماز نہ صرف سال بھر بلکہ عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

یہ ایسا ہی پست ہمت اور کمینہ خیال ہے۔ جیسا کہ چینیوں کا یہ خیال کہ وہ کاغذ کے پرزوں پر خدا تعالےٰ کے مختلف صفات کے نام لکھ کر انہیں رہٹ کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں جب تک رہٹ چلتا رہتا ہے۔ ہماری طرف سے عبادت ہوتی رہتی ہے۔ جیسے چینیوں کا یہ خیال

گرا ہوا اور ادنیٰ

ہے۔ ایسے مسلمانوں کا یہ خیال ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ مسلمان ایسے ذلیل طور پر اس دن کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کی عظمت شان اور اس کے وقار میں کمی نہیں۔ اس لئے کہ یہ

رمضان کا آخری جمعہ

ہے۔ اور وہ آخری دن ہے۔ جس دن کے اندر رمضان کے علاوہ بھی ایک ساعت ایسی آتی ہے۔ جب خدا تعالےٰ خصوصیت سے دعائیں سنتا ہے۔ پھر یہ اُس مہینہ کا آخری جمعہ ہے۔ جس کے تیس دن ہی بابرکت اور دعاؤں کی قبولیت کے دن ہوتے ہیں۔ یہ اُس مہینہ کا آخری جمعہ ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے خاص برکات اور فضل نازل ہوتے ہیں۔ جس میں عبادت کرنے کا بدلہ خود خدا تعالےٰ کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ یہ اُس مہینہ کا آخری جمعہ ہے۔ جس میں سست اور غافل لوگوں کو بھی خدا تعالےٰ کی عبادت کی توفیق مل جاتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ

پچھلی نمازوں کا قائم مقام

کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں۔ یہ خدا تعالےٰ کے قرب کا موجب ہو سکتا ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر مبارک فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات آتی ہے۔ جس میں

خدا تعالےٰ کے خاص فضل

نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کے پہلے آنے والے دن بھی اپنے اندر ایسی ساعتیں رکھتے ہیں۔ کہ اگر انسان ان سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو خدا تعالےٰ کے حضور گر کر اپنی ذلتوں اور نکبتوں کو دور کر کے اس کا مقرب بن سکتا ہے۔ لیکن یہ دن اور اس کے بعد آنے والے دن رات

خاص طور پر مبارک

ہیں۔

پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان دنوں سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا جائے۔ اور خاص طور پر دعائیں کی جائیں۔ جو نہ صرف اپنی ذات کے لئے ہی ہوں۔ بلکہ

سلسلہ کی عظمت اور اسلام کی ترقی

کے لئے بھی ہوں۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ شریف انسان ہمیشہ

اپنے عہد کا پابند

ہوتا ہے۔ بلکہ عہد کی پابندی ایسی شرافت ہے۔ کہ گناہوں میں بھی اسے شرافت سمجھا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ایک چور سے پوچھا۔ چوری کا کیا طریق ہے۔ اس نے بتایا۔ عمدگی سے چوری کرنے کے لئے پانچ آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک وہ جو اندر جائے۔ دوسرا جو باہر دیکھتا رہے۔ تیسرا جسے مال سپرد کیا جائے۔ چوتھا وہ جس کے پاس مال رکھا جائے۔ اور پانچواں سنار جو زیورات کو توڑ کر سونا بنائے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ جب اتنے ہاتھوں سے ہو کر مال گزرتا ہے۔ تو اگر کوئی اس میں سے کھا جائے پھر کیا کیا جاتا ہے۔ گو وہ شخص چور تھا لیکن فوراً اس کے چہرہ پر

غیرت کے آثار

ظاہر ہو گئے۔ اور اس نے کہا۔ ایسے بد دیانت آدمی کو ہم سیدھا نہ کر دیں۔ تو بد دیانتی چوری میں بھی شریفانہ نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی اور بدعہدی بھی بد دیانتی ہے۔

ہماری جماعت کے دوستوں نے بھی ایک عہد کیا ہوا ہے۔ اور عہد بھی کسی انسان سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے۔ اور وہ یہ کہ ہم تمام دنیا میں اسلام اور اس کی تعلیم کو پھیلائیں گے۔ یہ عہد

کوئی معمولی عہد نہیں

ہر کام کی حیثیت کے مطابق ہی اس کے لئے تیاری کی جاتی ہے۔ معمولی کام کے لئے تیاری بھی معمولی اور بڑے کام کے لئے تیاری بھی بڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی معمولی چوری کی خبر آئے۔ تو تھانہ سے معمولی کنسٹیبل کو بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ذرا بڑا واقعہ ہو۔ تو سارجنٹ جاتا ہے۔ اس سے بڑا ہو۔ تو تھانیدار جاتا ہے۔ اگر ڈاکہ پڑے تو انسپکٹر جاتا ہے۔ قتل کی واردات ہو جائے۔ تو سپرنٹنڈنٹ بھی پہونچ جاتا ہے۔ کسی بڑے بلوہ کی اطلاع پر انسپکٹر جنرل خود آتا ہے بغاوت کا خوف ہو۔ تو فوج بھیجی جاتی ہے۔ اور ملکوں کی لڑائیوں میں کئی فوجیں جمع کر کے بھیجی جاتی ہیں۔ گویا ہر کام کی حیثیت کے مطابق ہی اس کے لئے تیاری کی جاتی ہے۔ اگر خطرہ اہم ہو۔ تو اس کے انسداد کے لئے تیاری بھی اہم ہو گی۔

جس کام کو ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اگر اس کے خطرات کو مدنظر رکھ کر ایک منٹ بھی سوچا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے کس قدر

عظیم الشان تیاری

کی ضرورت ہے۔ ہماری اپنی کمزوری اور بے بضاعتی تو اس حد تک ہے کہ مخالفین علی الاعلان پبلک میں ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ اور اخباروں میں ہمارے خلاف لکھتے ہیں۔ لیکن نہ ہم انہیں روک سکتے ہیں۔ اور نہ ہی گورنمنٹ کچھ کرتی ہے۔ بلکہ پچھلے گورنر نے تو میرے منہ پر کہا تھا۔ ہم چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے احساسات کا کہاں تک خیال رکھ سکتے ہیں انہوں نے کہا۔ کب ایسا ہوا۔ کہ کسی مذہبی پیشوا کی ہتک کی گئی جس پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ مگر اس نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ کہ آپ کو دوران کے متعلق اشتہار شایع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا۔ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخالفین نے گالیاں دیں۔ اس پر حکومت کو توجہ دلائی گئی۔ مگر اس نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے احساسات کا ہم کہاں تک خیال رکھ سکتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جس کے پاس طاقت نہیں۔ اس کے

قلبی احساسات

کا بھی کوئی احترام نہیں کیا جا سکتا۔

ممکن ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوں۔ اور ممکن کیا۔ ایسے لوگ ہیں جن کا خیال ہے۔ دل دکھانا خواہ کمزور کا خواہ طاقتور کا برا ہے لیکن آج ایک کثیر طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے نزدیک دل کا دکھنا حیثیت پر منحصر ہے۔ طاقتور کا دل دکھانا ان کے نزدیک ناجائز اور کمزور کا دکھانا جائز ہے۔ پولیس اکثر لوگوں پر ڈنڈے برساتی ہے لیکن کوئی پوچھتا نہیں کہ کیوں ایسا کرتی ہے۔ لیکن لالہ لاجپت رائے کو ایک ڈنڈا لگ گیا۔ تو اسمبلی میں اس کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں اور تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ حکومت ہر روز بیسیوں آدمیوں سے مچلکے لیتی ہے۔ لیکن جب گاندھی جی سے لیا گیا۔ تو ایک شور مچ گیا۔ اگر جرم اپنی ذات میں برا ہے۔ تو خواہ کوئی کرے۔ سب سے

یکساں سلوک

ہونا چاہئے۔ اگر ایک جرم کے ارتکاب پر حکومت ایک کمزور سے تو مچلکہ ... لے۔ لیکن جب گاندھی جی وہی جرم کریں تو انہیں چھوڑ دے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ جرم اپنی ذات میں برا نہیں۔ بلکہ اس کا برا یا اچھا ہونا ارتکاب کرنے والے کی حیثیت پر منحصر ہے۔ تو دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو طاقتور کا دل دکھانا تو برا سمجھتے ہیں لیکن کمزور کا دل دکھانے میں انھیں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔

ہماری جماعت چونکہ تھوڑی ہے۔ اس لئے اس کا دل دکھانے کی بھی مطلقاً کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ گورنمنٹ بھی اس کے متعلق کوئی توجہ نہیں کرتی۔ اور ہم خود بھی روک نہیں سکتے۔ پس جہاں ہم اس قدر

کمزور اور بے بضاعت

ہیں۔ اور ہمارے سامانوں کی اس قدر کمی اور نقدان ہے۔ کہ دینے ... تو بھی نہیں لے سکتے۔ وہاں ہمارے سامنے اتنا بڑا کام ہے۔ کہ تمام دنیا کو فتح کرنا ہے۔ نہ صرف دنیا کو بلکہ اہل دنیا کے دلوں کو فتح کرنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت اُن کے دلوں میں قائم کرنا ہے۔ ہمارے سامانوں کے مقابلہ میں یہ کام کس قدر

اہم اور عظیم الشان

ہے۔ ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے کاموں کے لئے بہت سی طاقت اور بڑی ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ جو کام ہمارے سپرد ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ بھی اسی وقت مدد کرتا ہے۔ جب انسان اس کام کی اہمیت کو دیکھکر اسے کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ بے شک نشانات دکھاتا ہے۔ لیکن پہلے بندے کی

استقامت کا نشان

دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تم غافل بیٹھے رہو۔ اور خدا تعالےٰ تمہارے لئے نشان اور معجزے دکھاتا رہے۔ کیا ہم میں سے اکثر لوگوں کی یہی حالت نہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ ایک سپاہی راستہ سے گذر رہا تھا۔ کچھ فاصلہ پر دو آدمی لیٹے تھے۔ ایک نے اسے آواز دی۔ بھائی جانے والے ذرا بات سُن جانا۔ اُس نے سمجھا۔ شاید کوئی اہم معاملہ ہو۔ اس وجہ سے چلا گیا جب پاس پہونچا۔ تو اس شخص نے کہا۔ میری

چھاتی پر بیر

پڑا ہے۔ ذرا اُٹھا کر میرے منہ میں ڈال دینا۔ اس پر سپاہی کو بہت بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا۔ کم بخت تیرے ہاتھ موجود ہیں۔ تو خود بیر اٹھا کر منہ میں ڈال سکتا تھا۔ خواہ مخواہ مجھے راستہ پر جاتے ہوئے کیوں روکا۔ دُوسرا پاس والا شخص بولا۔ یہ کمبخت تو ہے ہی بڑا سُست۔ اس کا بیر منہ میں ڈال سکنا تو معمولی بات ہے۔ یہ تو ایسا سُست ہے۔ کہ ساری رات کُتا میرا منہ چاٹتا رہا۔ مگر یہ ہش تک نہ کر سکا۔

کیا ایسی ہی مثالیں ہمارے اندر موجود نہیں ہیں۔ ہم اتنے بڑے اور عظیم الشان کام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی تک ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں ابتدائی مسائل بھی بار بار بتانے کی ضرورت رہتی ہے۔ میری

روزانہ ڈاک

ایسے خطوط سے بھری ہوتی ہے۔ کہ ہماری جماعت کو بیدار کرنے کے لئے مبلغ کی ضرورت ہے۔ فلاں مبلغ کو بھیجا جائے میں کہتا ہوں۔ خدا کے بندو تم تو دنیا کو جگانے کے لئے پیدا کئے گئے ہو تمہیں بیدار کرنیکے لئے مبلغوں کی ضرورت ہے۔ تو تم دُنیا کو کس طرح بیدار کرو گے۔

کہا جاتا ہے۔ ایک ایسی قوم جو بہت نرم دل واقعہ ہوئی ہے۔ اور خونریزی نہیں دیکھ سکتی۔ گورنمنٹ نے لاعلمی سے اس کے افراد کو فوج میں بھرتی کر لیا۔ ایک موقعہ پر جرنیل نے ان کے افسر کو بلا کر کہا تمہیں جنگ پر جانا ہوگا۔ اس نے کہا میں اپنی پلٹن سے مشورہ کر کے بتاؤنگا۔ جرنیل نے کہا مشورہ کا کیا مطلب۔ تم نوکر کس بات کے تھے تمہیں جانا ہوگا۔ اسنے کہا۔ پھر بھی مجھے پوچھ لینے دیں۔ اور آخر مشورہ کر کے اسنے جرنیل کو اطلاع دی۔ پٹھان لوگ بہت سخت ہوتے ہیں۔ ہم ان سے لڑائی کرنے کیلئے جاتے تو تیار ہیں۔ لیکن ہمارے ساتھ پہرہ دار بھیجے جائیں۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ جو اپنی بیداری کے لئے مبلغ بلاتے ہیں۔ تم تو وہ لوگ ہو۔ جنھوں نے سوتوں کو جگانا۔ اور

مُردوں میں رُوح پھونکنا

تھا تم میں سے تو ہر شخص بیدار ہونا چاہئے تھا۔ تمہارے دل کے اندر ایک آگ ہونی چاہئے۔ اور تمہارے جسم میں ایک ایسی رُوح ہونی چاہئے۔ جو ہر وقت تلملاتی اور مضطرب رہے۔ اور اس وقت تک چین نہ لے جبتک دنیا کے سوتوں کو جگا نہ لے۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تو آؤ۔ ان دنوں میں دُعا ہی کرو۔ کہ خدا تمہیں توفیق دے۔ تا تم ایسا کر سکو۔ آمین۔

مسائل عید الفطر

عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ کہی جاتی ہیں۔ قرأۃ تکبیروں کے بعد پڑھنی چاہئے عید الفطر کے دن صبح کے وقت کچھ کھا کر نماز عید کے لئے جانا چاہئے۔ نماز عید حتے الامکان کھلے میدان میں پڑھنی چاہئے۔ اور نماز کے لئے جاتے وقت جو راستہ اختیار کیا جائے۔ آتے وقت اسے تبدیل کر کے دوسرے راستہ واپس آنا چاہئے۔ کپڑے حسب استطاعت اچھے پہننے چاہئیں۔ خوشبو لگانی چاہئے۔ مردوں کے علاوہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو بھی عیدگاہ میں جانا چاہئے۔ خواہ کوئی عورت نماز نہ پڑھنے کی شرعی معذوری کی حالت میں ہو۔ اسے بھی جانا چاہئے۔ مگر نماز میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ عید کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد دعا کی جاتی ہے۔ خطبہ سُننا اور دُعا میں شریک ہونا ضروری ہے۔ عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ضرور ادا کر دینا چاہئے جو کنبہ کے ہر فرد پر فرض ہے۔ خواہ دُودھ پیتا بچہ ہی ہو۔

ایک سرکاری کمیشن کے متعلق اعلان

برادران! السلام علیکم۔ گورنمنٹ کی طرف سے عنقریب ایک کمیشن اس غرض کے واسطے مقرر ہونے والا ہے۔ کہ ہندوستان میں مزدوری پیشہ عوام (بالخصوص مزدوران کارخانجات) کے حالات کی بہتری پر غور و فکر کرے۔ چونکہ اس کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کے نقطۂ خیال سے شہادت پیش کرنی ضروری ہو گی۔ اسواسطے التماس ہے۔ کہ آپ اس امر کے متعلق اپنی اور اپنے دوستوں کی رائے اور مشورہ سے خادم کو جلد آگاہ کریں۔ اور اگر اس مضمون پر کسی دوست کے پاس کوئی مفید کتاب ہو۔ تو اس کے نام اور پتہ سے اطلاع دیں۔ اور اگر کسی اخبار یا رسالے کا کوئی مضمون اس کے متعلق آپ کے پاس ہو۔ تو دیکھنے کیواسطے مجھے بھیجدیں۔ والسلام

خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور خارجیہ قادیان۔

بقایا چندے جلد ادا کئے جائیں

میری طرف سے ایک تحریک بقایا چندوں کے جلد سے جلد وصول کر کے بھجوانے کے لئے نہ صرف جماعتوں میں بلکہ اکثر افراد کو بھی بھیجی گئی ہے۔ تمام احباب کا فرض ہے۔ کہ اس کے کامیاب بنانے کیلئے خصوصیت سے پوری جدوجہد فرمائیں۔

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

"پیغام صلح" کے کتے

جس طرح یہ مشہور ہے۔ کہ ساون کے اندھے کو ہر چیز ہری بھری نظر آتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے۔ جسے باؤلا کتا کاٹ کھائے اسے دوران مرض میں کتے ہی کتے نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے غیر مبائعین کا اخبار "پیغام" آج کل اسی مرض میں مبتلا ہے۔ اور اس کی حسب ذیل سطور جو اس نے بعنوان "میاں صاحب کا جذبہ سگ نوازی" شائع کی ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہیں۔

لکھتا ہے :۔ "معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے ولایت سے چار کتے منگوائے ہیں۔ جو قادیان پہنچ چکے ہیں۔ ان کتوں کی مجموعی قیمت اٹھائیس سو روپیہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب" (پیغام صلح ۱۰ مارچ)

جب کہ ولایت سے چار کتوں کا منگوایا جانا پیغام کو "معتبر ذریعہ سے" لاہور بیٹھے بٹھائے معلوم ہو چکا ہے۔ اور بخیال اس کے کتے "قادیان میں پہنچ چکے ہیں"۔ بجائیکہ قادیان میں رہنے والے کسی شخص نے ولایت سے آنے والے کتے نہیں دیکھے تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ بیچارے "پیغام" نے دیدہ دانستہ یہ دروغ بافی نہیں کی۔ بلکہ مجبور اور معذور ہونے کی حالت میں جو کچھ اسے نظر آیا۔ اس کا اس نے اظہار کر دیا۔

پس ہم اس کی اس مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ لیکن اگر کسی کو ہماری رائے سے اتفاق نہ ہو۔ اور وہ سمجھتا ہو۔ کہ "پیغام" نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ بحالت صحت و تندرستی لکھا ہے۔ اور "معتبر ذریعہ سے معلوم" کر کے لکھا ہے۔ تو پھر "پیغام" ہی سے کہا جائے اپنے ہوش و حواس کے قائم ہونے کے ثبوت میں اپنا "معتبر ذریعہ" پیش کرے۔ اور اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچائے کہ "میاں محمود احمد صاحب نے ولایت سے چار کتے منگوائے ہیں"۔ اور یہ کہ وہ کتے "قادیان پہنچ چکے ہیں"۔ نیز یہ بھی کہ "ان کتوں کی مجموعی قیمت اٹھائیس سو روپیہ ہے"۔

اگر "پیغام" ان بیان کردہ باتوں کو ثابت کر دے۔ تو ہم نہ صرف ان کے درست ہونے کا اعتراف کر لیں گے۔ بلکہ "پیغام" سے تعلق رکھنے والوں کو صحیح الدماغ سمجھ لیں گے اور ساتھ ہی ایک روپیہ سے لے کر غیر محدود تعداد تک حسب مراتب سب کو انعام بھی دیں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ "اٹھائیس سو روپیہ" کے ولایتی کتے بھی انہی کے حوالہ کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ کوئی بات درست نہ ثابت کر سکے۔ تو پھر دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو پیغام یہ اقرار کر لے۔ کہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا۔ محض از راہ شرارت افترا پردازی کی دیدہ دانستہ غلط بیانی اور فتنہ انگیزی کی کوشش کی۔

یا پھر یہ کہ اس نے دماغی حالت کی خرابی کی وجہ سے جو کچھ دیکھا وہ لکھ دیا۔

ان دونوں صورتوں میں سے "پیغام" جو صورت بھی چاہے پسند کر لے۔ ہماری طرف سے اسے اختیار ہے۔

ہمارے دل میں رہ رہ کر ایک اور خیال بھی آتا ہے۔ اور وہ یہ ممکن ہے۔ "پیغام" کا "معتبر ذریعہ" جناب مولوی محمد علی صاحب کی ذات والا صفات ہی ہو۔ یہ خیال آنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ "پیغام" کے "حضرت امیر" حال میں ایک لمبے سفر سے "واپس تشریف لے آئے" ہیں۔ چنانچہ ان کی واپسی کی خبر بھی اسی پرچہ میں درج ہے جس میں کتوں کی خرید کا ذکر ہے۔ اگرچہ یہ بات قابل تعجب ہے کہ کتوں کی خبر تو خاص اہتمام کے ساتھ اردگرد جدول ڈالکر نمایاں طور پر شائع کی گئی ہے۔ لیکن "حضرت امیر ایدہ اللہ" کی آمد کی خبر اسی طرح ایک کونہ میں چسپاں کر دی گئی ہے جس طرح اسی صفحہ کے دوسرے کونہ میں "خط و کتابت کے وقت ناظرین چٹ نمبر کا حوالہ بھی ضروری ہے" لکھ دیا گیا ہے۔

اس سے خواہ مخواہ خیال گذرتا ہے۔ کہ "پیغام" نے قادیان میں کتوں کے پہنچنے کو اپنے "امیر ایدہ اللہ" کے لاہور پہنچنے سے زیادہ قابل وقعت سمجھا ہے۔

خیر! یہ پیغام اور اس کے امیر کے "مخلصانہ" تعلقات کے متعلق باتیں ہیں۔ ان میں ہمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ پیغام کے امیر صاحب چونکہ کاسہ گدائی دست مبارک میں لے کر ایک نہایت دور دراز کے سفر پر تشریف لے گئے تھے (نہایت ہی دور دراز کا سفر اس لئے کہ جب ڈلہوزی سے لاہور آنا ان کے لئے دور دراز کا سفر ہو۔ تو لاہور سے ریاست مانگرول (کاٹھیاواڑ) جانا آنا تو بہت ہی بڑا سفر ہے) اس لئے انہیں گلی کوچوں میں کتوں سے سابقہ پڑا ہوگا اور انھوں نے واپس تشریف لاتے ہی "پیغام صلح" کو کتوں کے متعلق "خود بیتی" سنائی ہو گی۔

اگر یہ صورت ہو۔ تو بھی ہم "پیغام" کو معذور سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے "امیر ایدہ اللہ" پر اعتبار کر کے اسے معتبر ذریعہ قرار دیتا۔ تو اور کیا کرتا ؛

بہرحال جو کچھ بھی پیغام کو پیش آیا ہو۔ اس سے آگاہ کر دے۔ تاکہ یا تو اسے اور اس کے متعلقین کو انعامات کی رقوم بھیجدی جائیں۔ یا پھر انہیں دماغی حالت کی اصلاح کے متعلق مشورہ دیا جائے۔ کیا ہم امید رکھیں۔ پیغام اپنے ان کتوں کا جن کا ذکر اس نے نمایاں طور پر کرنا ضروری سمجھا ہے۔ کوئی اتہ پتہ بتائے گا ؛

علاقہ عمان کے ایک تعلیم یافتہ مسلمان کا مکتوب

احمدی مبلغ مولوی جلال الدین صاحب کے نام

ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان شیخ عمان کے ایک سرکاری سکول کے ہیڈ ماسٹر نے مولوی جلال الدین صاحب شمس کو عربی میں ایک مکتوب ارسال کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ ذیل میں اس خط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرمی مخدومی مولانا جلال الدین صاحب شمس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بغیر کسی قسم کی گذشتہ واقفیت کے آپ کی خدمت میں السلام علیکم کے بعد اپنے حالات عرض کرتا ہوں۔ ایک دن "عمان" میں بعض دوستوں کے ساتھ ادبی اور دینی گفتگو کے دوران میں مسلمانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت اور مولویوں کی جہالت کا ذکر آیا۔ تو میرے دوست سلیم آفندی العمری نے مجھے حضرت احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے متعلق کچھ باتیں بتائیں۔ اور ان کی چند تصانیف بھی دکھلائیں خاص طور پر وہ تصانیف جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر بحث کی گئی ہے۔ میں پہلے سے بھی اس بات کا قائل تھا۔ اور ہمیشہ خدا کے حضور دعا کرتا تھا۔ کہ دنیا کی ہدایت کے لئے خدا کوئی ایسا رسول بھیجے۔ جو موجودہ ظلمت کی تاریکیوں اور جہالت کے اندھیرے سے نجات دلائے۔ یہ عظیم الشان بشارت سن کر مجھے از حد مسرت ہوئی۔ اور میں اس خط کے ذریعہ آپ کی خدمت میں سلام اخلاص بھیجتا ہوں۔ اور یہ کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر کامل ایمان ہے اور ان کو اس امت کا نبی اور ہادی سمجھتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے مریدوں کی فہرست میں شامل فرمائیں۔ اور اپنی جماعت میں داخل کرنے کا شرف بخشیں۔ میں آپ کو کامل امید دلاتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ کلمہ حق کے پھیلانے میں رات دن مصروف رہوں گا۔ اور آپ مجھے سچا مخلص پائیں گے۔ اگر ہو سکے۔ تو سلسلہ کی کتابیں بھیجنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ جو میری ازدیاد واقفیت کا باعث ہوں۔ اور مخالفین سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے میں مدد دے سکیں۔

بالآخر آپ کی خدمت میں پھر ایک دفعہ سلام عرض کرتا ہوں دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو اس امت کی ہدایت اور اسے راہ راست پر لانے کی توفیق دے ؛ آمین ؛

الفضل :۔ اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ سعید اور حق کی پیاسی روحیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق پا رہی ہیں۔ اور اسے اپنے لئے کتنی بڑی خوش قسمتی ہیں ؛

مسلمانانِ ہند کا متحدہ مطالبہ

عید کے دن ہر جگہ کے مسلمانوں کو اسکی تصدیق کرنی چاہیئے

گذشتہ ۲ جنوری کو دہلی میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی میں تبدیلیوں کے متعلق مسلمانوں کی طرف سے جو متحدہ مطالبہ پیش کیا گیا تھا۔ ضرور ہے کہ ہندوستان کے ہر ہر گوشہ سے مسلمان اس کی تائید کریں۔ چنانچہ پایا ہے۔ کہ اس کے لئے عید سے بڑھکر موزوں اور کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا۔ ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ نماز عید کے بعد اس قرارداد کی تصدیق کریں۔ اور صاف صاف کہدیں۔ کہ جب تک مسلمانوں کے یہ مطالبات جو اس قرارداد میں ظاہر کئے گئے ہیں پورے نہ کئے جائینگے مسلمان کسی دستور اساسی کو قبول نہیں کر سکتے۔ قرارداد حسب ذیل ہے:۔

مرکزی حکومت کو کامل اختیار حاصل ہوں۔ جبکہ ہندوستان کی وسعت اور اس کی نسلی، لسانی، انتظامی، جغرافی یا ملکی تقسیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستانی حالات کے مطابق صرف وفاقی طرز حکومت ہی مناسب ترین اور موزوں ترین طرز حکومت ہے جس میں ان ریاستوں کو جو وفاقی حکومت کے اجزائے ترکیبی کی حیثیت رکھتی ہوں۔ کامل خود مختارانہ اور فیصلہ کن اختیارات حاصل ہوں۔ اور مرکزی حکومت کو صرف ان امور کے متعلق قطعی اختیارات حاصل ہوں۔ جو مشترکہ مفاد سے تعلق رکھتی ہوں۔ اور جو دستور اساسی کی رو سے خاص طور پر تفویض کئے گئے ہوں۔ اور

تین چوتھائی نمائندوں کی پابندی ضروری ہے۔ اور کہ یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی ایسا مسودہ قانون، قرارداد، تحریک یا ترمیم جو بین الملی معاملات کے متعلق ہو کسی مجلس مقننہ میں خواہ وہ صوبہ وار ہو یا مرکزی پیش نہ کیا جائے۔ یا زیر بحث نہ لایا جائے یا منظور نہ کیا جائے اگر اس ملت کے جس پر اس کا اثر پڑتا ہو۔ خواہ وہ ہندو ملت ہو یا مسلم ملت۔ تین چوتھائی ارکان کی اکثریت اس مجلس مقننہ میں اس کے پیش کیے جانے اس پر بحث و مباحثہ کرنے یا اس کو منظور کرنے کی مخالفت کریں۔ اور

جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب جب کہ مسلمانوں کا یہ حق کہ مختلف ہندوستانی مجالس مقننہ میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے ذریعہ اپنے نمائندے منتخب کریں۔ جو ملک کا مروجہ قانون ہے مسلمان اپنے اس حق سے بغیر اپنی رضامندی کے محروم نہیں کئے جا سکتے۔ اور

مسلمانوں کا حق:۔ جب کہ ان حالات کے ماتحت جو اس وقت ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور جب تک یہ حالات موجود رہینگے مختلف مجالس مقننہ اور دیگر آئینی خود مختار انجمنوں میں مسلمانوں کی نیابت اپنے جداگانہ حلقہائے انتخاب کے ذریعہ ضروری ہے۔ تاکہ حقیقی مگر جمہوری حکومت قائم کی جاسکے۔ اور

مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے۔ جبکہ اس وقت تک کہ مسلمانوں کو یہ اطمینان نہ ہو جائے۔ کہ دستور اساسی میں انکے حقوق اور مفاد کی مناسب حفاظت کی گئی ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی اس پر رضامند نہ ہونگے۔ کہ خواہ مشروط یا غیر مشروط طریقہ پر مخلوط حلقہائے انتخاب قائم کئے جائیں۔ اور

جبکہ مذکورۃ الصدر مقاصد کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمان مرکزی اور صوبجاتی کابینوں میں اپنا جائز حصہ حاصل کریں۔ اور

میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مسلمانوں کا حق جبکہ یہ ضروری ہے۔ کہ مختلف مجالس مقننہ اور آئینی خود مختار انجمنوں میں مسلمانوں کی نیابت ایک ایسے طریقہ پر مبنی ہو جس سے ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے کسی صورت سے بھی فرق نہیں آئیگا اور ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ کسی حالت میں بھی ان کی نیابت اس سے کم نہ ہوگی۔ جو ان کو موجودہ قانون کے ماتحت حاصل ہے۔ اور

مرکزی مجالس میں ⅓ نشستیں جبکہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں مسلمانوں کی نمائندہ جمعیتوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ہندوستان میں بحیثیت مجموعی تمام مسلمانوں کے مفاد کے مناسب تحفظ کی غرض سے مرکزی مجالس مقننہ میں مسلمانوں کو ⅓ ۳۳ فیصدی نیابت کا حق ملنا چاہیئے۔ اور یہ کانفرنس اس مطالبہ کی کامل تائید کرتی ہے کہ

سندھ کی علیحدگی جبکہ نسلی، لسانی، جغرافی اور انتظامی وجوہ کی بنا پر صوبہ سندھ بقیہ احاطہ بمبئی سے کوئی بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ اور اس کے باشندوں کے مفاد کے لحاظ سے اس کا غیر مشروط طور پر ایک ایسا علیحدہ صوبہ بنانا جسمیں ہندوستان کے دیگر صوبوں کی طرح اپنا علیحدہ نظام حکومت اور مجلس قانون ساز موجود ہو ضروری ہے۔ ہندو اقلیت کو اس کے تناسب آبادی سے زیادہ اسی طرح مناسب اور موثر نمائندگی دیدی جائے جس طرح کہ مسلمانوں کو ان صوبوں میں دیجا سکتی ہے۔ جہاں ان کی آبادی اقلیت میں ہو۔ اور

صوبجات سرحد اور بلوچستان کے لئے اصلاحات۔ جبکہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اسی طریقہ پر جو ہندوستان کے دیگر صوبوں میں اختیار کیا جائے۔ آئینی اصلاحات کا نفاذ نہ صرف ان صوبوں کے مفاد کے خیال سے بلکہ بحیثیت مجموعی تمام ہندوستان کی آئینی ترقی کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ ان صوبوں کی ہندو اقلیتوں کو ان کے تناسب آبادی سے زیادہ اسی طرح مناسب اور موثر نمائندگی دیدی جائے جس طرح کہ مسلمانوں کو ان صوبوں میں دیجا سکتی ہے۔ جہاں ان کی آبادی اقلیت میں ہو۔ اور جبکہ انتظام ہندوستان کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ دستور اساسی میں ایسا بندوبست کیا جائے۔ جس کی رو سے سرکاری اور آئینی خود مختار انجمنوں کی ملازمتوں میں اہلیت کے واجبات کا مناسب لحاظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو دیگر ہندوستانیوں کے ساتھ مناسب حصہ دیا جائے۔ اور

اسلامی تمدن کا تحفظ۔ جبکہ ہندوستان کے موجودہ معاشرتی، سیاسی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کے دستور اساسی میں مسلمانوں کے تمدن کے تحفظ اور مسلمانوں کی تعلیم، زبان، مذہب، شخصی قانون اور مسلمانوں کے خیراتی ادارات کے تحفظ اور ترقی اور سرکاری امداد میں ان کے مناسب حصہ کے لئے مناسب تحفظات شامل کئے جائیں۔ اور جبکہ یہ ضروری ہے۔ کہ دستور اساسی میں یہ قرار دیا جائے۔ کہ ہندوستان کے دستور اساسی میں اس کے نفاذ کے بعد کوئی تغیر و تبدل اسوقت تک نہیں کیا جائیگا۔ جبتک کہ وہ تمام ریاستیں جن پر ہندوستانی وفاقی حکومت (انڈین فیڈریشن) مشتمل ہو متفقہ اس کی خواہش نہ کرینگی۔ اسلئے یہ کانفرنس نہایت زور کیساتھ اعلان کرتی ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان کسی دستور اساسی کو خواہ اسے کوئی مرتب یا تجویز کرے۔ اس وقت تک قبول نہیں کرینگے جبتک کہ وہ ان اصولوں کی تصدیق نہ کرے۔ جو اس تجویز میں پیش کئے گئے ہیں۔

> **ضروری ہدایت:۔** یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر جلسہ کی کارروائی مولوی محمد شفیع صاحب داؤدی کانفرنس سکرٹری فرحت منزل قرول باغ دہلی کے پتہ پر مطلع کیا جائے۔

خادمانِ ملت۔ محمد شفیع داؤدی۔ فضل ابراہیم رحمت اللہ۔ سکرٹریان آل انڈیا مسلم کانفرنس

ضروری اعلان

یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو جو سیاسی مطالبات دہلی کی مسلم کانفرنس نے مرتب کئے تھے ان پر غور کرنے کے لئے سربرآوردہ مسلمان حکیم جمیل خانصاحب کے دولتکدہ پر ۱۲ و ۱۳ مارچ کو مجتمع ہوئے۔ حاضرین کو یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی۔ کہ سربرآوردہ رہنمایان اس کوشش میں مشغول ہیں۔ کہ اس مسئلہ پر کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہو جائے۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم ان کی کوششوں کو کامیاب کرے۔

یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو دہلی کی آل انڈیا مسلم کانفرنس نے غور و خوض کے بعد جو فیصلے کئے تھے اس سے گویا مسلمانوں کو متفق کرنے کیلئے ایک اچھا مواد پیدا کر دیا ہے۔ اور بین الملی اختلافات کو رفع کرنے اور ایک صحیح قومی سمجھوتہ قائم کرنے کیلئے انہیں اصول پر مسلمانوں کے مطالبات کی تشکیل کرنی ہوگی۔

مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں حاجی عبداللہ ہارون۔ مولوی محمد شفیع داؤدی۔ مسٹر فضل رحمت اللہ۔ ان پانچ ممبران اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ تاکہ کانفرنس کے کاموں کو آگے بڑھائیں۔

اس لئے ہم لوگ ملک کے ہر حصہ کے باثر اور سربرآوردہ حضرات سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ ایسا انتظام کریں۔ کہ کل عیدگاہوں اور مسجدوں میں جہاں جہاں عید کی نمازیں ہوتی ہیں۔ قبل نماز یا بعد نماز آل انڈیا مسلم کانفرنس کی پاس شدہ تجاویز کو پڑھکر سنائیں۔ تاکہ عام مسلمانوں کو اس کا کافی علم ہو جائے۔ اور ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کیلئے ان کے مطالبات متحدہ اور متفقہ طور پر پیش ہو سکیں۔

ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بحالات موجودہ کسی مسلمان کو ان جلوسوں اور جلسوں میں جو انڈین نیشنل کانگریس کی طرف سے ۸ اپریل سے ہو رہے ہیں۔ شرکت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم کو پورا یقین ہے۔ کہ یہ کل کارروائیاں نہرو رپورٹ کی تائید میں کی جا رہی ہیں۔

قادیان میں سکنی اراضی

احباب کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے کہ محلہ دارالبرکات میں جو ریلوے سٹیشن کے عین سامنے اور اس کے بالکل قریب ہے۔ قطعات قابل فروخت موجود ہیں ریلوے روڈ پر بھی جو محلہ دارالبرکات اور محلہ دارالفضل کے درمیان واقع ہے۔ اور اندر کی طرف بھی قیمت موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ مقرر کی گئی ہے۔ جو بذریعہ خط وکتابت معلوم کیجا سکتی ہے خواہشمند احباب مجھ سے یا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سے خط وکتابت فرمائیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

بہترین مشین سیویاں (نو ایجاد)

نکل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور بافراط کام دینے والی

اس سے بہتر مشین سیویان دنیا بھر میں نہ مل سکیگی۔

مختصر پرزے — تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی وباریک دو جھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۱۲ انچہ قطر ۸ سائز خورد ۱۰ انچہ قطر ۵

محصول ڈاک علاوہ

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

خوشخبری — بواسیر — نو ابیر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

میں یہ خوشخبری ان احباب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لاعلاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر قسم کی بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو احباب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیق کر لیں

نوٹ۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر

حکیم بقا محمد احمدی متصل ضلع بہرسیان ڈاکخانہ اہو ضلع جالندھر

ضرورت رشتہ

میرے ایک مخلص احمدی بھائی عمر تقریباً ۲۸ سال۔ برسر روزگار تعلیمیافتہ شریف خاندان پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو امور خانہ داری سے واقف حسن صورت کے علاوہ حسن سیرت اور تھوڑی بہت تعلیم یافتہ بھی ہو۔ کم از کم قرآن شریف خوانده تو ضرور ہو۔ خط وکتابت بمعرفت منشی نور احمد سکرٹری جماعت احمدیہ راو تیانی۔ دیہہ ۲۳ تعلقہ سنجورہ ضلع نواب شاہ (سندھ) ہونی چاہیئے۔

ضرورت رشتہ

محمد دین حجام احمدی بمقام گھنوکے ججے عمر ۲۵ سال آمدنی کافی ہوتی ہے اپنے کاروبار میں ہوشیار ہے۔ رشتہ کا خواستگار ہے۔ پتہ ذیل پر خط وکتابت کی جاسکتی ہے۔

محمد رشید سکرٹری تبلیغ گھنوکے ججے۔ براستہ کلاسوالہ ڈاکخانہ قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ

رشتہ درکار ہے

ایک احمدی نوجوان ... کا قوم زمیندار چٹھہ عمر ۲۵ سال زراعت پیشہ۔ آمدنی سالانہ قریباً تین سو روپیہ۔ ایک مربعہ اراضی قسم چاہی۔ نہری۔ بارانی کا واحد مالک ہے۔ اچھا گذارہ رکھتا ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے ضلع گوجرانوالہ۔ گجرات۔ شیخوپورہ۔ سیالکوٹ کی احمدی زمیندار برادری میں رشتہ مطلوب ہے۔ بذریعہ خط وکتابت یا خود تشریف لا کر دریافت فرمائیں۔

غلام حسین زمیندار چٹھہ احمدی پٹواری بمقام موہلنکی ڈاکخانہ خاص تحصیل وزیر آباد

قادیان میں مکان بنائیے

باموقع زمین ہم سے لیجئے

اب قادیان میں خدا کے وعدوں کے مطابق ریلوے لائن جاری ہو گئی ہے ۱۱۔ جنوری کے الفضل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو خوابیں چھپی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وقت اب چلا آرہا ہے۔ کہ قادیان کی زمین کی قیمت بہت بڑھ جائیگی۔ پہنہ خریدنیوالوں کو سوائے افسوس کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ ہمارے پاس چند قطعات اراضی بورڈنگ ہائی سکول کے عقب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ہاکی گراؤنڈ کے جانب مغرب اور صدر انجمن کی کوٹھی کے شمال جنوب میں واقع ہیں مسجد نور سے صرف دو منٹ کا راستہ ہے سڑک دونو طرف موجود ہے۔ قیمت فی مرلہ ۲۵ قیمت نقد یا باقساط وصول کی جائے گی۔

پتہ ذیل سے خط وکتابت کریں۔

غلام محی الدین وفضل خالق احمدی ماہر ازکھنو بازار امرتسر

پشاور اور بخارا کے مشہور خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی۔ پشاوری لنگیاں دہر ایک رنگ وڈیزائن کے بخاری قناویز ہر ایک قسم کے مشہدی وبخاری رومال۔ ہر ایک قسم کے زردار وسادہ ستارہ کے پشاوری کلاہ۔ مال بذریعہ دی پی ارسال ہوگا۔ ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔

المشتہران

میاں محمد غلام حمید احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ہندوستان کی خبریں

—— بنگلور ۴ مارچ۔ آج صبح سائمن کمیشن مدراس سے ایک سپیشل ٹرین سے وارد ہوا۔ ایک فرلانگ تک تمام راہیں بند کردی گئی تھیں۔ تمام راستوں پر مسلح پولیس کا زبردست پہرہ تھا۔ بائیکاٹ کے سات لیڈروں کو پولیس نے ان کے گھروں میں نظربند کر دیا تھا۔

—— لاہور ۳ مارچ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مقامی مجلس مشاورت کا ترسیٹھواں اجلاس ۲۶ فروری کو صدر دفتر ریلوے میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے اس بات کو منظور کرلیا۔ کہ ویک اینڈ کے واپسی ٹکٹ اگر میعاد کے اندر درخواست کی جائے۔ تو عام واپسی یا ۸ ماہ واپسی ٹکٹوں کی شکل میں رقم تفاوت ادا کرنے پر تبدیل کئے جائیں۔ اس کے متعلق ایک قانون نافذ کیا جائیگا۔

—— جدید دہلی ۵ مارچ۔ مسٹر نوازش علی مدیر "طاقت" کو فرمانروائے بھوپال کے متعلق ایک مضمون کی نگارش کے سلسلہ میں قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت گرفتار کرلیا گیا۔

—— فاضلکا کے ہندوؤں نے مدت سے ایجی ٹیشن شروع کر رکھا تھا۔ کہ فاضلکا یا اس کے نزدیک ذبیحہ گاؤ اور فروخت گوشت گائے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب نے مسلمانوں کو بوچڑ خانہ کی اجازت دے دی۔ ہندوؤں نے اس حکم کے خلاف لگاتار ۲۲ دن ہڑتال جاری رکھی جب کمشنر صاحب جالندھر نے نگرانی کو منظور کیا۔ تو میونسپل کمیٹی فاضلکا میں چونکہ ہندوؤں کی میجارٹی ہے۔ اس لئے کمیٹی نے بوچڑ خانہ کی اجازت نہ دی۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب نے دوبارہ کمیٹی کو نظر ثانی کے لئے لکھا۔ چنانچہ کمیٹی کا اجلاس پھر منعقد ہوا ہندو پریذیڈنٹ حاضر نہ تھا۔ مسلمان اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کی صدارت میں مذبحہ کی اجازت کا ریزولیوشن پاس ہوگیا۔

—— لاہور ۲ مارچ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لوکل ایڈوائزری کمیٹی لاہور کی ترسیٹھویں میٹنگ میں چیئرمین نے بیان کیا۔ کہ لاہور سے کلکتہ تک ہوڑہ ایکسپریس چلانے کا انتظام کیا گیا ہے ڈاؤن ٹرین لاہور سے ۶ بجکر ۴۰ منٹ پر چلیگی۔ اور اپ ٹرین ۵ بجکر ۴۵ منٹ پر لاہور پہونچا کریگی۔

—— کلکتہ ۵ مارچ۔ مسٹر گاندھی اور مسٹر کرن شنکر ٹرے مسٹر جیون لال کے مکان سے گرفتار کئے گئے تھے۔ گرفتاریاں دفعات ۱۴۷۔ ۳۵۲ تعزیرات ہند کے ماتحت نہیں۔ بلکہ زیر دفعہ ۶۶۔ مد ۱۱ کلکتہ پولیس ایکٹ ۷ مجریہ ۱۸۸۶ء کے ماتحت اعانت مجرمانہ کے جرم میں ہوئی ہیں۔ چند احباب سے مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے ضمانت نامہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ اور پچاس روپیہ کے مچلکہ پر رہا کر دئے گئے ہیں۔ آپ کے مقدمہ کی کارروائی ۲۶ مارچ کو شروع ہوگی آپ ڈاک کے جہاز پر رنگون کو روانہ ہو گئے ہیں۔ اور ۲۵ مارچ کو واپس آجائیں گے۔

—— لاہور ۵ مارچ۔ آج پنجاب کونسل میں سر فضل حسین نے اس امر کا اعلان کیا کہ مسودہ قانون (ترمیم) لگان اراضی کی دوسرے دور میں تصدیق کر دی ہے۔ ایک منتخب کمیٹی رولز مرتب کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ ضوابط آئندہ اپریل میں کونسل کی میز پر رکھے جائیں گے۔

—— پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے درسی کتب کی طباعت و تجارت کا اجارہ اب کے پھر میسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز کو دیدیا ہے۔ اس دفعہ تین فرموں نے درخواست دے رکھی تھی۔ یعنی میسرز عطر چند کپور میسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز اور فیروز پرنٹنگ پریس۔ موخرالذکر فرم مسلمانوں کی ہے جس نے اس بنا پر بھی اپنے استحقاق واجارہ کا مطالبہ کیا تھا۔ کہ یہ اجارہ آج تک کسی مسلمان فرم کو نہیں دیا گیا۔ ان سب امور کے باوجود کمیٹی نے میسرز گلاب سنگھ اینڈ سنز ہی کے وراثتی حق کو تسلیم کرلیا۔ کل ۲۵ آراء میں سے ۱۸ مذکورہ فرم کی حمایت میں تھیں ان سب میں سے اکثر رائیں وزیر تعلیم کے حاشیہ نشینوں کی تھیں۔

—— کلکتہ ۶ مارچ۔ رنگون روانہ ہونے سے پیشتر گاندھی جی نے انگلشمین کے ایک نمائندہ سے دوران ملاقات میں کہا۔ کہ اگر میں جانتا کہ میرے خلاف جو سمن جاری ہوئے ہیں۔ وہ حقیقی ہیں۔ تو میں فوراً ان کو لبیک کہتا۔ جب گاندھی جی سے سوال کیا گیا۔ کہ اگر انگلستان کے انتخاب عمومی میں مزدور حکومت قائم ہوگئی۔ تو کیا وہ یہ دعوت قبول کریں گے۔ کہ سائمن کمیشن کی سفارشات پر گول میز کانفرنس میں غور کرے۔ گاندھی جی نے کہا۔ کہ صرف چرخہ اور کھدر ہی ہندوستان کو بچا سکتا ہے لیکن اگر انگلستان کے انتخاب عمومی کی وجہ سے وہاں جدید حکومت قائم ہوگئی۔ تو میں ہندوستانی معاملات کے طے کرنے کے لئے حکومت انگلستان سے اشتراک عمل کرونگا۔

—— دہلی ۵ مارچ۔ آج لیجس لیٹو اسمبلی میں جمناداس مہتہ نے بجٹ پر اپنی تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ میں کسی آئندہ موقعہ پر اسمبلی میں بتلاؤنگا۔ شرح تبادلہ کو بیافی قانون میں لانے کے لئے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال کئے گئے تھے۔ آپ نے کہا۔ ووٹ حاصل کرنے کے لئے زبان بازاری کا استعمال کیا گیا۔

—— دہلی ۵ مارچ۔ حکومت ہند کا ایک سرکاری تار مظہر ہے کہ محکمہ جنگلات ہند کے مقابلہ کا امتحان دہلی میں ۱۳ جولائی بروز سوموار شروع ہوگا۔ امیدواران کی توجہ قواعد و ضوابط متعلقہ مندرجہ انڈیا گزٹ اطلاع ۵۹۲ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۸ء و صوبجاتی گزٹوں کی طرف مبذول کی جاتی ہے۔

—— کلکتہ ۴ مارچ۔ یہاں پر ہند وایکس پریس کمپنی کے نام سے ایک کمپنی جاری کی گئی ہے۔ جس کا مقصد کٹر ہندوؤں کے لئے غیر ممالک کے سفر کا انتظام کرنا ہے۔ بمبئی سے یورپ کی اس کمپنی کا پہلا جہاز ۳ جون ۱۹۲۹ء کو روانہ ہوگا۔ بشرطیکہ ماہ مارچ کے آخیر تک مسافروں کی تعداد کافی ہوسکی۔

—— نئی دہلی ۲۸ فروری کو گورنمنٹ ہند کے فنانس ممبر نے اسمبلی میں ۳۰-۱۹۲۹ء کا سالانہ بجٹ پیش کرتے ہوئے طویل تقریر کی۔ اور کہا۔ پوزیشن ایسی نہیں ہے۔ جس کے باعث ڈاک یا تار کے محصولات میں تخفیف کی جائے۔ کوئی عام ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

—— پشاور ۷ مارچ۔ آج جرنل نادر خاں اپنے بھائی شاہ ولی خاں کے ساتھ پاراچنار کو چپ چاپ چلا گیا ہے۔ آپ نے روانگی کے وقت بتلایا۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں لوگ مجھ پر اظہار اعتماد کریں۔ اس وقت تو ایک ایسے انقلاب کی ضرورت ہے جس میں کشت و خون نہ ہو۔ ذاتی طور پر مجھے اس بات پر یقین نہیں ہے کہ یہ تمام خبریں کہ شاہ امان اللہ نے مکمل طاقت حاصل کرلی ہے۔ درست ہیں۔ میرا یہ خیال ہے۔ لڑائی سے موجودہ حکمران کے خلاف کامیابی مشکل امر ہے۔ کیونکہ اس کے پاس اسلحہ۔ گولہ بارود اور خزانہ ہے۔ جو امیر عبدالرحمٰن کے وقت سے شاہ امان اللہ کی دستبرداری کے وقت تک جمع ہوتا رہا تھا۔ اس سے موجودہ حکمران کی طاقت زبردست ہے۔ اور شاہ امان اللہ جنوبی اور شرقی صوبجات کے لوگوں کا اعتماد نہیں رکھتا ہے۔ جس کا ہونا ضروری امر ہے۔ قندھار سے کابل کا سفر ۲۴ دن کا ہے۔ اور راستہ بڑا پرخطر ہے۔ اس راستہ میں غلزئی قبیلہ کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ مدت سے ڈرانیوں کے دشمن چلے آتے ہیں۔ اس لئے یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ حکمران کے خلاف شاہ امان اللہ کو کامیابی ہوگی۔ کیونکہ اس کی فوج تازہ دم ہونے کے علاوہ اچھی طرح مسلح بھی ہوگی۔ جب جملہ قبائل کے نمائندگان کی کانفرنس ہوگی۔ تو اس وقت میں شاہ امان اللہ کے بادشاہ بنائے جانے کی حمایت کرونگا۔ کیونکہ میں افغانستان کے لئے شاہ امان اللہ سے بہتر اور کوئی بادشاہ نہیں دیکھتا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— انگورا ۴ مارچ۔ سوویٹ نے معاہدہ امن میں شامل ہونے کی جو دعوت ٹرکی کو دی تھی۔ وہ موخرالذکر نے منظور کرلی ہے روس یورپ کے مشرقی ممالک کو معاہدہ کیلاگ پر دستخط کرنے کے لئے تیار کر رہا ہے۔

—— صوفیا ۵ مارچ۔ یہاں کے اسلحہ خانہ میں آگ لگنے سے ۲۵ اشخاص ہلاک ہو گئے۔

—— لنڈن ۳۰ مارچ۔ مس میو کی تازہ اشاعت "دیوتاؤں کے غلام" نامی ایک کتاب ہے۔ جس کی اشاعت ماہ مارچ کے آخری ہفتہ میں ہوگی۔ اس کتاب میں ہندو زمانہ کی روایات اکٹھی کی گئی ہیں جن میں کمسن بیوی۔ مندر۔ طوائف۔ بیوہ اور اچھوتوں کے متعلق بیان کو خاص جگہ دی گئی ہے۔ کتاب کی خصوصیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس میں بارہ تصدیق شدہ ایسے سچے واقعات ہیں۔ جن سے کہ ہندوستان نالاں ہے۔ کتاب کی تمہید میں مس میو لکھتی ہیں۔ کہ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد واحد ہندوستان کے پست اصحاب کو آرام پہونچانا ہے۔

—— ایتھنز ۴ مارچ۔ لنڈن اور کلکتہ کے درمیان ہوائی سروس کے لئے ۵ ہوائی مستقر قائم کرنے کی جو تجویز امپیریل ایئرویز کمپنی نے کی ہے۔ وہ کابینہ نے منظور کرلی ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)